مخزن تحقیق ۱۳۱۵ھ

ملقب بہ

تحفۂ حنفیہ

جلد ۸ | پرچہ ۱ | شوال | سنہ ۱۳۲۲ھ

ہے تحفہ تحفۂ ایمان و سنت — عیاں ہیں اس سے انوار شریعت
الٰہی یہ رسالہ تاقیامت — رہے جاری بصد عز و کرامت

حضرات ناظرین آپ جانتے ہیں کہ یہ وہ رسالہ مبارکہ ہے جسکے مضامین جواہر بے بہای سنت سیو کے حق میں سراسر رحمت ہیں دین و ایمان کی حفاظت کرنیوالے۔ بدمذہبی کو مٹانیوالے۔ یہی وہ مرد میدان ہے کہ اکیلا ہندوستان بھر کے بدمذہبوں کی خبر لیتا۔ اونکی بجانوں پر قیامت برپا کرتا ہے جس بدمذہب نے سر اوٹھایا اسنے اوسکو نیچا دکھایا۔ تائید سنت۔ رد کفر و بدعت اسکا منشا تحقیقات علمی اسکا حصہ ہے علم عقائد تفسیر حدیث فقہ کا چشمہ۔ تاریخی حالات بزرگان دین کا خزانہ ہے۔ جو کوئی گلستان سنت سنیہ و بوستان تحقیقات علمیہ کی سیر چاہے وہ ضرور یہ رسالہ نافعہ ملاحظہ فرمائے۔

باہتمام ابو المساکین ضیاء الدین عفا عنہ اللہ المعین متوطن پیلی بھیت کے

مطبع حنفیہ پٹنہ بخشی محلہ میں چھپا

فہرست مضامین تحفہ حنفیہ

قصیدہ در نعت سرور کائنات مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم از نتائج طبع رسا جناب مولانا مولوی محمد سیف اللہ صاحب متخلص بہ جوہر صدیقی چینوتوی سلام آبادی زید مجدہم السامی

کر سکے کیا وصف انسان احمد مختار کا | حق تعالی ہی ثنا خوان احمد مختار کا

شوق ہی دل مین فراوان احمد مختار کا | داغ سینے مین ہی پنہان احمد مختار کا

ذات اقدس آپ کی ہی رحمۃ للعالمین | سارے عالم پہ ہی احسان احمد مختار کا

ایک اک لفظ اسکا سانچے مین ڈھلا ہی نور کے | معجزہ روشن ہی قرآن احمد مختار کا

نکہت فیض بہار عارض سبطین سے | رشک جنت ہی گلستان احمد مختار کا

اوسکو دنیا کی طلب اور خواہش عقبی نہین | جو ہی طالب جو ہی خواہان احمد مختار کا

سورۂ والشمس کی تفسیر سے روشن ہوا | جلوہ ہی مہر درخشان احمد مختار کا

بے سبب یون نور افشانی کرے ممکن نہین | عکس ہی خورشید تابان احمد مختار کا

کسقدر اوج جمال و حسن پر پایا عروج | سایہ تھا کیا ماہ کنعان احمد مختار کا

فی الحقیقۃ ہین فروغ شمع فانوس حبیب | گو ہی مظہر بزم امکان احمد مختار کا

ہی احد بامیم وہ اور احمد بے میم وہ | مرتبہ کیا جانے انسان احمد مختار کا

مقتبس اس شمع کے پرتو سے کثرت کا ظہور | بزم وحدت ہی شبستان احمد مختار کا

جو کہ تابع آپ کا ہی وہ خدا کا ہی مطیع | عین حکم حق ہی فرمان احمد مختار کا

دل کے آئینے مین کر چشم تصور سے نظر | جلوہ گر ہی روے تابان احمد مختار کا

آسمان سے تا زمین اور عرش سے لے تا بفرش | نور ہر جا ہی درخشان احمد مختار کا

دیکھتا ہون جسطرف چشم حقیقت بین سے مین | ہی ادہر جلوہ نمایان احمد مختار کا

کہتی ہی جسکو خلائق چشمۂ آب حیات | ہی مگر چاہ زنخدان احمد مختار کا

کاش ہو جاتا دلِ سرگشتہ کا میرے مقام
کوچۂ گیسوے پیچان احمدِ مختار کا

عرش پر جسنے قدم رکھا شبِ معراج مین
قد ہی وہ سروِ خرامان احمدِ مختار کا

ہوتی تھی تائید روح القدس کی شامل وہین
وصف جب کرتے تھے حسان احمدِ مختار کا

دو جہان مین دو طرح کا ہی شرف حاصل مجھے
بندہ حق کا ہون ثناخوان احمدِ مختار کا

علم و عرفانِ سارے عالم کا ہی قطرے کیطرح
بحرِ بے پایان ہی عرفان احمدِ مختار کا

دُرجِ اسرارِ نہانی کا دہان کھلجائے جب
لعلِ لب ہو گوہر افشان احمدِ مختار کا

رحمتین سو ہین اُن دُرود اک بار پڑھنے سے نزول
یہ بھی تو ہی ایک فیضان احمدِ مختار کا

کسکے ہین محبوبِ مطلق مصطفٰی۔ اللہ کے
ہی رضا جو کسکا یزدان۔ احمدِ مختار کا

عرش کی رفعت سے نسبت ہو مناسب کسطرح
اوس سے بالاتر ہی ایوان احمدِ مختار کا

دست کوتہ نارسا طالع تو پھر دشوار ہی
ہاتھ آجائے جو دامان احمدِ مختار کا

اوسکی شرعِ پاک کا سکہ کہان رائج نہین
ہر جگہ جاری ہی فرمان احمدِ مختار کا

بادشاہ ہونگا بھی تو ہوگا نہ وہ جاہ و حشم
جو شرف رکھتا ہی دربان احمدِ مختار کا

رو کشِ گلزارِ علیین ہی طیبہ کی فضا
روضہ رشکِ باغِ رضوان احمدِ مختار کا

اک اشارے سے لیا شق القمر مین کارِ تیغ
ہوگیا جوہر نمایان احمدِ مختار کا

یہ سعادت کب میسر ہوتی ہی ہر شخص کو
مدح لکھنا کب ہی آسان احمدِ مختار کا

ساکنانِ ہر دو عالم جانتے ہین جسقدر
اوس سے ہی رتبہ دوچندان احمدِ مختار کا

آفتابِ حشر کی تابش سے ہمکو کیا خطر
سایہ گستر ہوگا دامان احمدِ مختار کا

فرقۂ نجدی جو ہین سُن سُنکے کٹ جاتے ہین
ذکر بھی ہی تیغِ بُران احمدِ مختار کا

غیب کے عالم مین تھا وہ رونق افزای ظہور
اسلیے تھا سایہ پنہان احمدِ مختار کا

کوئی مرسل ہی خلیل اور کوئی پیغمبر کلیم
ہی لقب محبوبِ یزدان احمدِ مختار کا

جو ملا جسکو طفیل اونکے ہی پایا جو ملا
کیا لکھون مین حالِ فیضانِ احمدِ مختار کا

تنبیہ ضروری

عرصہ ہوا کہ رسالہ جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ مطبوعہ مطبع اہل سنت بریلی
از تصانیف مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ عالم اہل سنت اعلحضرت مولانا و سیدنا مولوی
احمد رضا خانصاحب بریلوی مدظلہ العالی شائع ہوکر مفید خلائق ہو چکا نیز تحریر منیر حضرت ممدوح
متعلق خطبہ جمعہ بھی مدت گزری کہ تحفہ حنفیہ مین چھپکر فیض بخش انام ہو چکی بعض حضرات حامیان سنت سنیہ
خیر خواہان رسالہ مذکورہ و تحفہ حنفیہ نے جب ان دونون تحریرونکو ملاحظہ فرمایا بعض مضامین کے متعلق
کچھ شبہے گزرے بالخصوص اون حضرات کو جو پہلے فتوای حضرت تاج الفحول مولانا الحافظ الحاج الشاہ
عبد القادر محب الرسول بدایونی قدس سرہ العزیز متعلق خطبہ جمعہ دیکھ چکے تھے لہذا محض بنظر
دفع اوہام و حمایت سنت سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام اونھون نے بدایون اور بریلی دونون مقام
سے فتاوی اور تحریرات منگوا کر اپنے شکوک دفع اختلافات رفع کیے اور تحفے مین بھی وہ تحریرین بغرض
اشاعت بھیجین جزاھم اللہ تعالی خیر الجزاء ہم بجنسہ تحریر شریف حضرت ممدوح فاضل بریلوی متعلق حضرات
سادات کرام و خطبہ مختلطہ جمعہ و ہر دو فتوای بدایون اپنے پرچہ ہمایون مین شائع کیے دیتے ہین۔

مسئلہ خطبہ مختلطہ

بوجہ عدم توارث نامناسب ہونے کی نہایت کراہت تنزیہیہ ہے کما نص علیہ فی الحاشیۃ
الطحطاویۃ ورد المحتار اور کراہت تنزیہہ قسم مباح سے ہے وہ منافی جواز و درستی و اباحت نہین
بلکہ اباحت کے ساتھ جمع ہوتی ہے کما حققہ العلامۃ الشامی ولنا فی تحقیقہ مقالۃ سمیناھا
جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیۃ اقمنا فیھا الطامۃ الکبری علی مازعم اللکھنوی

فی رسالتہ فی شرب الدخان ان المکروہ تنزیہا من الصغائر فاذا اعتید صار من الکبائر وھذا جہل عظیم لا یساعدہ نقل ولا عقل نسأل اللہ العفو والعافیۃ تو ان دونوں حکموں مین بھی اصلا تنافی نہین ہان فتوے لکھنویہ نے کہ خلط کو مکروہ تحریمی ٹھہرایا وہ ضرور حکم حضرت تاج الفحول قدس سرہ الشریف کے خلاف اور غلط و باطل عند الانصاف ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ حضرات سادات کرام

حبیبی اکرمکم اللہ تعالےٰ ۵

فاش میگویم واز گفتۂ خود دلشادم		بندۂ عشقم واز ہر دو جہان آزادم

سادات کرام (جعلنا اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ من موالیہم فان مولی القوم منہم) بر عدم طریان کفر کہ اسی قدر کا فقیر مدعی ہوا نہ عدم امکان جس سے حبیبی آپ نے تعبیر کیا اور رفض و نیچریت کہ مین نے نفی کیسی تصریح کردی کہ اون سے وہی بد مذہبی مراد جسمین انکار بعض ضروریات دین ہو اسکا حاصل بھی وہی سلب کفر ہے نہ سلب بدعت غیر کفریہ جو آپ کی تعبیر مین عطف سے موہوم ہو خصوصا وغیرہ کی زیادت کہ اور توسیع کی راہ دے کما عبّر تم کہ ان پر طریان کفر ناممکن نہ یہ رافضی نیچری وغیرہ ہو سکین) فقیر بحمد اللہ تعالیٰ اس مسئلے مین مبتدع نہین متبع ہے اسکا بیان جزاء اللہ عدوہ مین ضمناً آیا لہذا اجمال سے کام لیا صلا سے صلا تک جو کچھ کلمات مختصرہ معروض ہوئے ہین اون پر دوبارہ نظر غائر فرمائین تو بعونہ تعالیٰ ان تمام شبہات کا جواب اونھین پائین آیت واحادیث کہ فقیر نے ذکر کین اسمین شک نہین کہ ضرور عام و مطلق ہین اور شک نہین کہ عام و مطلق ضرور اپنے عموم و اطلاق پر رہینگے جبتک دلیل صحیح سے تخصیص و تقیید نہ ثابت ہو اور شک نہین کہ بلا دلیل محض اپنے خیال کی بناپر ادعائے تخصیص و تقیید ہرگز تحقیق نہ قرار پائیگا بلکہ تضییق اور شک نہین کہ مسئلہ باب مناقب سے ہے نہ باب فقہ سے جو افعال مکلفین من حیث الحل والحرمۃ

والصحۃ والفساد سے باحث ہو اور جسمین بے معرفت دلیل اتباع لازم ہو اور یہ بھی سہی تو اتباع ائمہ
مذہب کا ہوگا نہ بعض متاخرین کا بعض متاخرین کے کلام کو ان اکابر کے کلام پر کیا وجہ ترجیح ہی جنسے
فقیر نے استناد کیا سوا اسکے کہ یہ اطلاق آیت واحادیث سے متمسک ہین جو یقیناً دلیل شرعی ہی اور وہ
بلا دلیل مدعی تخصیص و تقیید۔ یہ اور اسکے امثال بہت نکات اس تحاور مین زیر نظر آتے مگر فقیر دیکھ رہا ہی
کہ جہانتک مین نے دعوی کیا ہی ان تجاذبات کے لیے مساغ ہی نہین جزاء اللہ پر نظر تازہ فرمائیے ص۱۰۳
پر اشعار کر دیا ہی کہ آیۂ کریمہ واحادیث مذکورہ کے دو محمل ہین نفی خلود و نفی دخول۔ ثانی کو ظاہر لفظ
سے متبادر اور اسیطرف کلمات اہل تحقیق کو ناظر بتایا ہی مگر اپنا دعوی یعنی نفی کفر دونون تقدیر پر ثابت
ٹھہرایا ہی کلمات بعض دیگر علما مین تخصیص سبطین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما اوسی ظاہر متبادر اعنی نفی
دخول کی نظر سے ہی وہ یہان میرا دعوی نتھا بلکہ دونون احتمال گزارش کر دیے تھے اگرچہ ایک طرف تبادر
وظہور ہی اور ضرور ہی اور اوسیطرف میرا اور یہ صرف میرا بلکہ اون اکابر کا میلان قلوب اور اوسمین ہمارا
انشراح صدور ہی۔ رہی نفی خلود۔ کیا آپنے کلمات دیگر علما مین اسکی تصریح کہین ملاحظہ فرمائی ہی کہ نخلد فی النار ہونیکی
نفی حضرات ریحانتین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما سے خاص ہی باقی سادات کیلیے نہین تو میرے دعوے
کا رد اوس تخصیص و تحقیق دیگران مین بھی نہین غایت یہ کہ عدم ذکر ہی نہ کہ ذکر عدم۔ رہا وہ دوسرا پہلو جسکی
طرف ہمارے قلوب ارکن و امیل ہین اور ہمین اپنے رب جل و علا سے اوسکی امید ہی اوسمین حق ناصع یہ ہی
کہ نظر علما ایسے مواقع مین دو وجہ پر منشعب ہو جاتی ہی اور دونون کے لیے شرع مین اصل اصیل ہی کلکل
وجہۃ ہو مولیہا ایک حفظ عامہ وسد اغترار کہ اتکال نہ کر بیٹھین جسطرح سیدنا امام رضا رضی اللہ تعالی عنہ
سے منقول ہوا اور علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالی نے اوسکی یہی توجیہ فرمائی یہ تخصیص کرتے ہین اور اوسکا حاصل
خصوص جزم ہی نہ جزم خصوص کہ معاذ اللہ بلا دلیل تخصیص عموم شرع لازم آئے یہ نفیس تفرقہ محفوظ رکھنے
کا ہی کہ اکثر مغالطہ سے محفوظ رہنے کا ہی جزم خصوص یہ کہ دعوی کر دیا جائے کہ یہ حکم انھین کے ساتھ خاص ہی

اونکے ماورا کیلیے ہرگز ثابت نہین اور خصوص جزم یہ کہ بالجزم والیقین اس حکم کا ماننا انھین کے ساتھ خاص ہی اونکے
ماورا مین اسکے ثبوت پر قطع و یقین نہین اگرچہ ظن و رجا ہی دوسرے بیان مفاد شرع و اظہار ما یعطیہ الدلیل و ایفاء کل
ذی حق حقہ خصوصاً جہان محل وسعت رجا ہو کہ حدث عن البحر ولا حرج خصوصاً محل مناقب جہان ضعاف
بھی بالاجماع مقبول خصوصاً اپنی سرکار مین محبت و بندگی و نیاز و غلامی کا تقاضا کہ یہ سب پر بالاہی
یہ ظاہر و متبادر کا افادہ فرماتے ہین اور جزم و قطع کو اوسکے محل اور ظن و رجا کو اوسکے محل پر رکھتے ہین یہ
مسلک تحقیق ہی اور وہ مسلک تثقیف اور دونون صواب ہین جیسے ارشاد ہوا تھا کہ بشارت دیدو کہ شہادتین پر
جنت ہی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ لوگونکو چھوڑ دیجیے کہ عمل کرین
فرمایا تو چھوڑ دو۔ امید کرتا ہون کہ اس بیان سے ظاہر ہو گیا ہو گا کہ اس طریق مین جو امام ابن حجر عسقلانی
و امام ابن حجر مکی و علامہ محمد زرقانی و حضرت لسان الطریقہ شیخ اکبر وغیرہم محققین رضی اللہ تعالی عنہم کا مختار
ہی اور اوس طریق تخصیص مین اصلاً تنافی نہین ہر ایک منشاء صحیح سے ناشی اور اپنے محل پر حق ہی و باللہ التوفیق
مخالفت مشاہدہ کا جواب جزاء اللہ مین صفحہ ۱۰ پر بالقصد مذکور تھا وہ سارا صفحہ اسی بیان مین ہی کیا
مشاہدہ یہ ہوا کہ جو سید کہا جاتا تھا اوس سے صدور ہوا تو ہمارے دعوے کے منافی۔ یا یہ مشاہدہ ہو جائیگا
کہ فلان فی الواقع یقیناً سید ہی نہ انتساب مین کبھی ادعا ہوا نہ بعض نسّار سے زوال اور پھر اسنے کفر کیا
تو ایسا مشاہدہ روی زمین پر نہ ملیگا۔ پھر اسکے باعث جملہ سادات کی سیادت سے ارتفاع یقین
میری فہم قاصر مین اصلاً نہ آیا یقین سے مراد یقین کلامی ہو تو وہ تو یونہین حاصل ہو سکتا ہی کہ اللہ و رسول بالتعیین
کسی کا نام لیکر فرمائین کہ یہ فلان نسب کا ہی ایسا یقین آجکل کیونکر ممکن اور یقین فقہی مقصود ہو کہ نسب مین
شہرت مانی جائیگی والناس امناء علی انسابہم تو جس خاص سے معاذ اللہ صدور منافی ہوا اوسی سے ارتفاع یقین
ہوگا کہ دلیل اوسکے خلاف پر پائی گئی باقیون سے کیون ارتفاع ہو جائیگا حالانکہ دلیل یعنی شہرت موجود اور منافی یعنی
صدور کفر مفقود۔ تیسرا شبہہ کہ سادات کرام قطعی جنتی ٹھہرینگے جیسی اس قضیے کے موضوع و محمول دونون مین

دو احتمال ہین سادات کرام یعنی وہ جو عند اللہ سادات کرام ہین یا وہ جو بنام سیادت مشہور ہین عام ازین کہ نفس الامر علم الٰہی مین کچھ ہو اور قطعی جنتی یعنی بلا سبقت عذاب جس سے دخول نار کی نفی ہو یا قطعی جنتی بعاقبت انجام جس سے خلود نار کی نفی ہو اب یہ چار محمل ہین اور فقیر کے دعوے سے ایک کو بھی مس نہین پہلے عرض کر چکا کہ غیر حسنین مین نفی دخول بطور رجا نظر بظہور وتبادر ہے پھر قطعیت کہان بلکہ نفی خلود بھی مسئلہ مسلمہ ظنیہ ہے اگرچہ بحمد اللہ تعالےٰ یہ ظن غالب اکبر رای ملتحق بسر حد یقین ہے جسے فقہا یقین ہی کے پلے مین رکھتے ہین مگر نہ یقین کلامی کہ مسئلہ عقائد قطعیہ سے قرار پائے اور اوسمین ادنیٰ شک کو راہ دینے والا گمراہ وخارج از اہل سنت ٹھہر جائے جزاء اللہ ص۱۰ مین امام ابن حجر کے الفاظ ملاحظہ فرمائے ہونگے انی اکاد اجزم ان حقیقۃ الکفر لا تقع الخ اور بالفرض نفی خلود بلکہ بفرض غلط نفی دخول ہی قطعی مان لیجیے تو کسکے لیے اونکے لیے جو عند اللہ سادات کرام ہین نہ ہر اوس شخص کیلیے جو سید کہلاتا ہو اگرچہ واقع مین نہو اور اب کسی معین مین حصول وصف عنوانی پر قطع ویقین کیطرف راہ نہین تو ثبوت وصف محمول کیونکر مقطوع بہ ہو جائیگا اور کسی معین کو اندیشۂ آخرت کسوجہ سے اوٹھ جائیگا کہ ہر ایک مین عدم علم نفس الامر کے سبب احتمال لگا ہوا ہے جزاء اللہ ص۱۰۵ مین عبارت اسعاف ملاحظہ ہو کہ من این تحقق ذلک لقیام احتمال الخ اور اندیشۂ آخرت تو اونھین بھی نہ اوٹھ گیا جنھین بالتعیین نام لےلیکر ارشاد ہو گیا کہ تم جنتی ہو یعنی عشرۂ مبشرہ ونظرائہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ اونھین اوٹھ گیا جنسے بالتخصیص خطاب فرما دیا گیا اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم یعنی اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان

بمحمد ن المصطفی النبی الامی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال اول خطبۂ جمعہ اردو مین پڑھنا کیسا ہے۔

سوال دوم کیا سب سادات کرام قطعی جنتی ہین قیامت تک جو اس نسل مین ہو اوسپر حکم قطعی جنتی اور مغفور ہونیکا

قائم ہوسکیگا یا نہین - زندگی مین ان پر کفر کا طاری ہونا ممکن ہے یا نہین - فاسق فاجر سید کی تعظیم کیجائیگی یا نہین

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین خطبۂ جمعہ حقیقۃً داخل صلاۃ نہین اسی سبب سے اوسمین شرائط صلاۃ مرعی نہین نہ استقبال قبلہ لازم نہ طہارت ضروری کما ہو مصرح فی کتب الفقہ لیکن اوسکو تشبہ ہے اذکار داخلۂ صلاۃ کے ساتھ اور حکما بعض احکام مین قائم مقام صلاۃ مانا گیا ہے - دربارۂ اذکار داخلہ صلاۃ کے اختلاف ہے کہ آیا اونکا ادا بغیر زبان عربی جائز ہے یا نہین - امام اعظم علیہ الرحمۃ مطلقاً جائز بتلاتے ہین صاحبین قید عجز کی لگاتے ہین بعض کتب فقہ مین خطبے کو بھی انھین اذکار کے ساتھ ملحق کیا ہے کما فی الھدایۃ والتشہد والخطبۃ علی ہذا الاختلاف فی الدر کما صح لو شرع بغیر عربیۃ ای لسان کان الی ان قال وشرطا عجزہ وعلی ہذا الاختلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلاۃ اس اختلاف مین فتوی اور اعتماد قول امام ہمام پر ہے فی الطحطاوی قولہ وشرطا عجزہ الخ المعتمد عدمہ پس مطابق مذہب امام اعظم کے کل اذکار داخلہ صلاۃ کا ادا بھی بزبان غیر عربی جائز ہوا لیکن یہ جواز کراہت کے منافی نہین اسی سبب سے باوجود قول جواز کے مطابق مذہب امام انھین سے بعض کا ادا بغیر زبان عرب مکروہ تحریمی اور بعض کا مکروہ تنزیہی ہے مثلاً ادای تکبیر افتتاح کو بزبان دیگر مطابق مذہب امام جائز کہا گیا ہے مگر بانیہمہ لفظ اللہ اکبر کو واجب اور نماز کو بغیر اسکے مکروہ لکھا گیا فی رد المحتار اما الشروع فی الفارسیۃ فالدلیل فیہ للامام اقوی وھو کون المطلوب فی الشروع الذکر والتعظیم وذلک حاصل بای لفظ کان نعم لفظ اللہ اکبر واجب للمواظبۃ علیہ لا فرض اھ یونہین دربارۂ دعای قعدۂ آخرہ بعض علمانے لفظ مکروہ بلکہ بعض نے لفظ حرام تک اطلاق کر دیا اور یہ اطلاق بھی مخالف لفظ جواز کے نہ ٹھہرا پس دربارۂ خطبہ یہ امر غور طلب ہے کہ ادا اوسکی بزبان دیگر باوجود محکوم بجواز ہونیکے مکروہ تحریمی ہے یا نہین - واضح ہو کہ کراہت تحریم قریب بحرمت کے ہے صرف اتنا فرق ہے کہ دلیل حرمت مین ظن پیدا ہوگیا ہو یہ احکام شریعت سے ایک بڑا حکم ہے اسکے لیے کوئی دلیل معتمد چاہیے بغیر تصریح علمای معتمدین فتوای کراہت دینا درست نہوگا چنانچہ دربارۂ دعای آخر صلاۃ جو یقیناً داخل نفس صلاۃ ہے اختلاف واقع ہوا بعض علمانے اوسکی ادا بزبان دیگر کو مکروہ تحریمی کہدیا مگر محققین نے اس سبب سے کہ کراہت پر علما سے کوئی نص نہین نہ اسکی کراہت پر نہ کل اذکار داخلہ صلاۃ کی کراہت پر جزم کیا جب وہ سب اذکار جو حقیقۃً داخل صلاۃ ہین اون پر مکروہ تحریمی کا حکم جزمی نہین دیا جاتا پس خطبہ جو کہ حقیقت کے اعتبار سے بلا شبہہ خارج صلاۃ ہے اوسکو

قائم ہوسکیگا یا نہین - زندگی مین ان پر کفر کا طاری ہونا ممکن ہی یا نہین - فاسق فاجر سید کی تعظیم کیجائیگی یا نہین

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین خطبۂ جمعہ حقیقۃً داخل صلاۃ نہین اسی سبب سے اوسمین شرائط صلاۃ مرعی نہین نہ استقبال قبلہ لازم نہ طہارت ضروری کما ھو مصرح فی کتب الفقہ لیکن اوسکو تشبہ ہی اذکار داخلۂ صلاۃ کے ساتھ اور حکماً بعض احکام مین قائم مقام صلاۃ مانا گیا ہی - دربارۂ اذکار داخلہ صلاۃ کے اختلاف ہی کہ آیا اونکا ادا بغیر زبان عربی جائز ہی یا نہین - امام اعظم علیہ الرحمۃ مطلقاً جائز بتلاتے ہین صاحبین قید عجز کی لگاتے ہین بعض کتب فقہ مین خطبے کو بھی انھین اذکار کے ساتھ ملحق کیا ہی کما فی الھدایۃ والتشھد والخطبۃ علی ھذا الاختلاف فی الدر کما صح لو شرع بغیر عربیۃ ای لسان کان الی ان قال وشرطا عجزہ وعلی ھذا الاختلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلاۃ اس اختلاف مین فتوی اور اعتماد قول امام ہمام پر ہی فی الطحطاوی قولہ وشرطا عجزہ الخ المعتمد عدمہ پس مطابق مذہب امام اعظم کے کل اذکار داخلۂ صلاۃ کا ادا بھی بزبان غیر عربی جائز ہوا لیکن یہ جواز کراہت کے منافی نہین اسی سبب سے باوجود قول جواز کے مطابق مذہب امام انھین سے بعض کا ادا بغیر زبان عرب مکروہ تحریمی اور بعض کا مکروہ تنزیہی ہی مثلاً ادای تکبیر افتتاح کو بزبان دیگر مطابق مذہب امام جائز کہا گیا ہی مگر بایں ہمہ لفظ اللہ اکبر کو واجب اور نماز کو بغیر اسکے مکروہ لکھا گیا فی رد المحتار اما الشروع فی الفارسیۃ فالدلیل فیہ للامام اقوی وھو کون المطلوب فی الشروع الذکر والتعظیم وذلک حاصل بای لفظ کان نعم لفظ اللہ اکبر واجب للمواظبۃ علیہ لا فرض اھ یونہین دربارۂ دعای قعدۂ آخرہ بعض علمانے لفظ مکروہ بلکہ بعض نے لفظ حرام تک اطلاق کر دیا اور یہ اطلاق بھی مخالف لفظ جواز کے نہ ٹھہرا پس دربارۂ خطبہ یہ امر غور طلب ہی کہ ادا اوسکی بزبان دیگر باوجود محکوم بجواز ہونیکے مکروہ تحریمی ہی یا نہین - واضح ہو کہ کراہت تحریم قریب بحرمت کے ہی صرف اتنا فرق ہی کہ دلیل حرمت مین ظن پیدا ہو گیا ہو یہ احکام شریعت سے ایک بڑا حکم ہی اسکے لیے کوئی دلیل معتمد چاہیے بغیر تصریح علمای معتمدین فتوای کراہت دینا درست نہو گا چنانچہ دربارۂ دعای آخر صلاۃ جو یقیناً داخل نفس صلاۃ ہی اختلاف واقع ہوا بعض علمانے اوسکی ادا بزبان دیگر کو مکروہ تحریمی کہدیا مگر محققین نے اس سبب سے کہ کراہت پر علماسے کوئی نص نہین نہ اسکی کراہت پر نہ کل اذکار داخلہ صلاۃ کی کراہت پر جزم کیا جب وہ سب اذکار جو حقیقۃً داخل صلاۃ ہین اون پر مکروہ تحریمی کا حکم جزمی نہین دیا جاتا پس خطبہ جو کہ حقیقت کے اعتبار سے بلاشبہہ خارج صلاۃ ہی اوسکو

بغیر نقل صریح علمائے معتمدین کے کیونکر بکروہ تحریمی جزما کہا جا سکتا ہے ہاں بسبب مواظبت و توارث سلف کے اگر
مکروہ تنزیہی و خلاف اولیٰ کہا جائے تو بعید نہیں فی رد المحتار قولہ ودعا بالعربیۃ وحرم بغیرہا اھ اقول نقلہ
فی النہر عن الامام القرافی المالکی معللا باشتمالہ علی ما ینافی التعظیم الی ان قال لکن المنقول عندنا الکراھۃ
فقد قال فی غرر الافکار شرح درر البحار فی ھذا المحل وکرہ الدعاء بالعجمۃ لان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نہی رطانۃ الاعاجم ورأیت فی الولوالجیۃ فی بحث التکبیر بالفارسیۃ ان التکبیر عبادۃ للہ تعالیٰ واللہ لا یحب
غیر العربیۃ ولہذا کان الدعاء بالعربیۃ اقرب الی الاجابۃ فلا یقع غیرہا من الالسن فی الرضاء والمحبۃ لہا
موقع کلام العرب اھ وظاہر التعلیل ان الدعاء بغیر العربیۃ خلاف الاولیٰ وان الکراھۃ فیہ تنزیہیۃ ھذا
وقد تقدم اول الفصل ان الامام رجع الی قولہما بعدم جواز الصلاۃ بالقراءۃ بالفارسیۃ الا عند العجز
عن العربیۃ واما صحۃ الشروع بالفارسیۃ وکذا جمیع اذکار الصلاۃ فہی علی الخلاف فعندہ یصح بہا مطلقا
خلافا لہما کما حققہ الشارح ھناک والظاہر ان الصحۃ عندہ لا ینفی الکراھۃ وقد صرحوا بہا فی الشروع
واما بقیۃ اذکار الصلاۃ فلم ار من صرح فیہا بالکراھۃ سوی ما تقدم ولا یبعد ان یکون الدعاء بالفارسیۃ
مکروھا تحریما فی الصلاۃ وتنزیہا خارجہا فلیتأمل اھ یعنی اذکار صلاۃ میں سے تکبیر افتتاح کے بارے میں تو تصریح
کراہت کی موجود ہے اور دعا کی نسبت چونکہ بعض علما نے لفظ کراہت تحریم نقل کر دیا ہے تو اگر اوسکو خاص داخل نماز میں مکروہ
تحریمی کہدیا جائے تو بعید نہیں اور بقیہ اذکار کی نسبت کوئی تصریح نظر سے نہیں گزری انتہی فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

جواب سوال دوم انساب مشہورہ متعارفہ ظنی ہیں ظن ہی کی بنا پر احکام ظنیہ فقہیہ وعرفیہ کا ترتب و ثبوت ہے مثلاً جبکہ
تسامع و شہرت کافیہ سے ابنیت زید اور ابوۃ عمرو کی معلوم ہو گئی تو شرع بھی یہی حکم دیگی اور زید وارث عمرو کا ہوگا اور ترکہ
اوسکا لیگا۔ اسی شہرت و تسامع پر حرمت انتساب الی نسب الغیر کی بنا ہے لعن اللہ من انتمی الی غیر عصبتہ یونہیں
تمام احکام ظاہرہ نسب و توارث و کفو وغیرہ کی بنا اسی انتساب مشہور متعارف و متواتر پر ہے منجملہ انہیں احکام
کے حکم تعظیم و اکرام شرفا و سادات ہے یعنی جو شخص باعتبار طریق متعارف ثبوت نسب کے سید ثابت ہوگا اوسکی تعظیم
و تکریم لازم ہوگی گو در حقیقت نفس الامر میں وہ ایسا نہو اور جسکا نسب بطریق شہرت و تسامع ایسا نہو گا وہ
اگرچہ عند اللہ نفس الامر میں خاص ذریت طاہرہ نبویہ علی مشرفہا وعلیہا التسلیم والتحیہ سے ہو احکام ظاہری سیادت
من التکافؤ والاکرام وغیرہما ثابت نہونگے اوسکی ایذا و عداوت سے وہ وعید جو اعدای اہل بیت کیلیے مقرر ہے عائد
نہوگی۔ صدور ذنوب و آثام و وقوع فسق و فجور اس رعایت شرف نسبت کا منافی نہیں یعنی اگر مقتضای

بشریت و غلبۂ ہوای نفس ارتکاب محرمات شرعیہ و ضلالات بدعیہ کرینگے تب بھی باوجودیکہ بسبب اس ارتکاب کے اون پر حکم فسق و بدعت
و ضلالت عائد ہوگا اور ساقط العدالۃ مستوجب الحد فی معصیۃ توجیہا ہونگے اونکے اکرام کی بھی فی الجملہ بسبب شرافت نسب
ظاہر رعایت رہیگی اور یہ رعایت اکرام بحیثیت مذکور احکام لازمۂ فسق سے مخالف نہ ٹھہریگی یعنی بحیثیت اصرار علی الکبائر و اعتقاد
البدعات والاہواء والضلالات اونکے ساتھ بغض بھی ہوگا اور بعض مواقع ضروریہ مفیدہ پر مثلاً جبکہ امید قوی و غلبۂ ظن
اس امر کا ہو کہ زجر نافع ہوگا اونکے یا اور اہل اسلام کیلیے باعث تنبہ اور ارتداع عن المعصیۃ ہوگا تو زجر و توبیخ سے بھی کام لیا جائیگا
اور بحیثیت انتساب مذکور اکرام بھی مرعی رہیگا جیسے فاسق اوستاد یا مان باپ یا بادشاہ یا محسن کہ بحیثیت فسق اونکے لیے
اہانت و بغض کا حکم ہے اور دیگر حیثیات و وجوہ سے اونکے ساتھ اکرام یا ادب ظاہری بھی ملحوظ ہے۔ اور بفرض وقوع کبیرۂ عظمی
یعنی اعتقاد کفر کے العیاذ باللہ تعالی اوس شخص سے جو اس نسب شریف کیطرف منتسب ہے حکم شرعی ارتداد جاری ہوگا قتل
کیا جائیگا لیکن اس طریان کفر سے اس انتساب ظاہری کی نفی شرعی فقہی لازم تحقیق نہوگی نظر شرعی فقہی بطور جزم یہ حکم
نہ دیگی کہ ایسا شخص جو بشہرت تامہ منتسب بنسب شریف مذکور ہے یقیناً اوس نسب سے نہین مثلاً اگر کسی ایسے شخص مذکور
پر بسبب صدور کسی کلمۂ کفر یا اعتقاد کسی بدعت کے جو حد کفر تک پہونچ گئی ہو یا انکار کسی امر ضروری دین کے حکم شرعی کفر
عائد ہوا اور پھر وہ شخص تائب صحیح الاسلام ہوگیا تو شرعاً ایسے شخص کی نسبت حکم قطعی عدم سیادت و عدم صحت نسب
مذکور قائم نہ کیا جائیگا اور وہ اپنے مورثان سادات صحیح النسب کے ترکے سے محروم نہ ٹھہریگا نظر شرعی فقہی یہ امر روا نہ رکھیگی
کہ اونہین اس بنا پر توریث جاری نہ کرے کہ مورث سادات صحیح النسب سے ہے اور محکوم بسیادت شرعاً اور وارث
محکوم بعدم سیادت شرعاً بسبب طریان کفر کے اس سبب سے کہ احکام ظاہرۂ فقہیہ کی بنا صرف امر ظاہر
متعارف پر ہے اور حقیقۃ الامر انساب مخفی و مستور ہے جسکا ادراک قطعی طوق بشر سے خارج اور اوسکے لیے
منجانب شارع قطعی طور پر کوئی معیار امتحان تحقیق صحت و بطلان مقرر نہین نہ نسب سیادت کیلیے نہ اوس
ماسوا کیلیے ہے اوس شخص پر جو مشہور مسلم الانتساب بسند صحیح متواتر بنسب سیادت یا اور کسی نسب کیطرف
منتسب ہے احتمال جانب مخالف قائم اور جسکے انتساب کو باتفاق جمہور غلط کہا جاتا ہے یا بالکل منتسب ہے وہ حقیقۃ
منسوب بنسبت صحیحہ ہو ہان اس انتساب شریف کے حکم اخروی و برکت و شرف باطنی مین حقیقت
واقعیہ جسکا علم قطعی حقیقی تفصیلی علام الغیوب جل مجدہ کو ہے معتبر ہے یعنی بروے بعض احادیث صحیحہ
کے جو یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ذریت طاہرہ عذاب سے بالکل محفوظ ہے اور نار ان پر حرام ہے تو اسکا تعلق
اونہین سے ہے جو فی علم اللہ تعالی حقیقت مین اس ذریت طاہرہ سے ہون شہرت و تواتر ظاہر کو

اس امر اخروی مین کچھ دخل نہین ان احادیث کے متعلق علمای کرام کے چند اقوال منقول ہین بعض باعتبار
مفہوم ظاہر متبادر الفاظ احادیث لا یدخل احد من اهل بیتی النار و حدیث وعدنی ربی فی
اهل بیتی من اقر منهم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبهم و حدیث سألت ربی ان لا یدخل احدا
من اهل بیتی النار فاعطانی و حدیث فحرم الله ذریتها علی النار و حدیث ان الله قد فطمها و ذریتها
من النار و حدیث ان الله غیر معذبک ولا احد من ولدک و حدیث اللهم انی اعیذها بک و ذریتها
من الشیطان الرجیم وغیر ذلک من الاحادیث کے کہتے ہین کہ اس ذریت طاہرہ کے جسقدر آدمی نسلا
بعد نسل قیامت تک ہین سب مغفور لہم اور اونمین سے کوئی داخل عذاب نہوگا اگر کوئی دنیا سے حالت فسق و فجور مین
بغیر توبہ بھی جائیگا تو بھی رب العزۃ و تعالی اپنی رحمت اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شفاعت سے اوسکے
گناہ معاف فرماویگا یا قبر مین اوسکی تطہیر ہو جائیگی اور چونکہ متوفی علی الکفر کیلیے حکم خلود قطعی منصوص ان اللہ لا یغفر
ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء ہے اس سبب سے اس ذریت طاہرہ سے کوئی شخص تا قیام قیامت بفضلہ
تعالی دنیا سے حالت کفر مین نجائیگا ولا لزم التعذیب المخلد و هذا خلف سند السادات مین ہے قاضی شہاب الدین
ملک العلما در مناقب السادات باب مستقل عقد کردہ در بیان آنکہ ہیچ یکے از اولاد رسول علیہ الصلاۃ والسلام بکفر
نمی رود و ایمان سادات چون ایمان عشرہ مبشرہ است در آنجا میگوید کہ حکم اینست کہ در حالت نزع ایمان از
ایشان زائل نشود بعض علما ان احادیث مین نار سے مراد نار خلود لیتے ہین یعنی اس ذریت طاہرہ مین سے کوئی
شخص مخلد فی النار نہوگا سبکا خاتمہ ایمان پر ہوگا گو بعض بسبب فسق بطور تطہیر چند ایام کیلیے داخل کر دیے جائین
والظاہر المتبادر هو الاول کما قالہ المنزر فانے بعض کہتے ہین کہ اگرچہ ان احادیث مین حسن خاتمہ کل سادات
کا تا قیام قیامت اشارہ و ذکر ہے لیکن یہ امر قطعی قابل عقیدہ نہین کہ نہ یہ احادیث ایسی ہین کہ قابل اعتماد
فی الاعتقاد ہین اگرچہ صحاح بھی ہون تب بھی آحاد ہین اور نہ اس امر پر اجماع علمائے سلف اہل سنت منقول
ہے امر یعنی عصمت قطعیہ جمیع سادات از سوء خاتمہ اس طریق سے جیسے کہ عصمت انبیا و ملائکہ یا عشرہ مبشرہ

یا ازواج طاہرات وبنات زاکیات مسلم ومتفق علیہ ہے داخل عقائد قطعیہ اہل سنت ہے پس بطور قطع داخل عقائد نہین ہو سکتا
جسطرح اور امور ثابتہ عن الاحادیث الآحاد الصحاح کا حال ہی ہے یعنی تسلیم وتصدیق ظنی وہی اس امر کا حال
رہیگا فے السنابل ای برادر جملہ مسائل اعتقاد تعلق بعلم کلام دارد واین مسئلہ کہ تو میگوئی یعنی سادان را
باصدور کفر وشرک ومعاصی قطعیت خیریت خاتمہ ایشان را خللے وزللے نیست این مسئلہ در ہیچ
کتابے از کتب علم کلام نیامدہ است وایضاً فیہ کتاب وسنت واجماع صحابہ عاقبت وخاتمہ ہر مومنی را مبہم
کردہ است خواہ سادات باشند خواہ غیر سادات وتو کہ بالقطع بخیریت خاتمہ خود حکم میکنی دعوی خصومت
با شرع شریف میکنی آہ فی سند السادات للمیر علی البلجرامی اکثر مردم ایمان سادات را مثل ایمان سائر
مردم میدانند ومحتمل الطرفین ودائر بین الامرین میشناسند حال آنکہ رب العزۃ تعالی شانہ سادات را بنابر
تعظیم وتکریم جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کہ اصل این شجرہ طیبہ وافق این کواکب دریہ است
بمزید عنایت نواختہ وبمرتبت حسن خاتمہ از سائر دودمانہا ممتاز ساختہ لہذا فقیر این مطلب والا برخی
از کتب ثقات برچیدہ وجواہر آبدار ارمغان برآوردہ در سلک تحریر کشیدہ تا ارباب عیون صحیحہ وقلوب سلیمہ
حسن ظنے بحسن خاتمہ سادات بہمرسانند وبمیامن اعتقاد صافی واخلاص وافی سعادت حسن خاتمہ
دریابند بالجملہ احادیث مذکورہ کی بناپر حکم حسن خاتمہ ذریت طاہرہ ضرور ثابت ہوتا ہے مگر چونکہ احادیث
مذکورہ آحاد ہین یہ عصمت قطعی مثل عصمت ملائکہ وانبیا داخل عقائد نہین کی گئی ان احادیث مین
حرمت نار وحفاظت عن العذاب کا وعدہ ہے جسکو حسن خاتمہ لازم حکم عدم امکان طریان کفر کا استنباط
ان احادیث مذکورہ سے بنظر ظاہر ومتبادر الفاظ درست نہین معلوم ہوتا کہ ممکن کہ طریان کے بعد پھر
زوال ہو اور مطابق کل شئ یرجع الی اصلہ کے طہارت اصلی کا اثر ظاہر ہو اور حکم فحرمہا اللہ ذریتہا علی النار صادق
آئے۔ اگر ان احادیث مذکورہ کے علاوہ اور کوئی نص صحیح مفید عدم امکان طریان ہو تو مدعای مذکورہ کا اثبات
ہو سکتا ہے اور وہ اسوقت نظر مین نہین ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اسی سبب سے بعض علما بیان عدم طریان
کفر مین وہ کلمات استعمال فرماتے ہین جو حسن اعتقاد اور ظن خیر سے خبر دیتے ہین مثلاً علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا
واما الکفر فاکاد اجزم ان لا یقع منہم تصریح جزم کی جیسے کہ عقائد قطعیہ مین کی جاتی ہے نہ فرمائی
ھذا ما عندی الآن واللہ المستعان فقط

حررہ مجیب اجوبۃ ہذہ المسائل عبداللہ المعتصم بذیل النبی الامجد عبد الرسول
محب احمد الصدیقی الحنفی القادری البدایونی المدرس الاعلی بالمدرسۃ الشمسیۃ
الکائنۃ بجامع بدایون المحمیۃ عفی عنہ کل خطیئۃ

محب احمد ۱۳۹۲ھ
عبد الرسول

طالب علم۔ اگر رواج عرب کے ساتھ آپ کو بہت دلچسپی و دلبستگی ہو تو گاہے ماہے حمار پر سوار ہو کر دوست واحباب کی ملاقات اور بازار وغیرہ کو بھی چلے جایا کیجیے۔ آپ کے محلے مین گدھے کثرت سے ہین زیادہ تلاش وجستجو بھی کرنا نہو گا۔

جناب من جس فعل کی اصل حدیث ہی سے ثابت ہو گئی تو وہان کا رواج نہونا مضر نہین۔ علاوہ اسکے عدم رواج مستلزم عدم جواز بھی نہین۔ ہمارے ہندوستان مین صدہا علماے اہل سنت ایسے ہین کہ فاتحہ کرتے نہین لیکن جائز جانتے ہین۔

مولویصاحب۔ علماے دیوبند تو فاتحہ مروجہ کو بدعت کہتے ہین حالانکہ سچّے پکّے مقلد ہین۔

طالب علم۔ دیوبندی وہابیونکے بڑے بھائی ہین چند قول اونکے بطور نمونہ بیان کرتا ہون۔ ایک یہ ہو کہ حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانے مین چھ

نبی مثل حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے خاتم النبیین تھے دیکھو رسالہ تحذیر الناس مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی اس عقیدے کا رد بھی اہل سنت وجماعت کی جانب سے ہو گیا ہو۔ دوسرا قول کمثل البول اونکا یہ ہو کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہو اور یہی عقیدہ غیر مقلدین کا بھی ہو۔ جانبین سے رسائل لکھے گئے علماے اہل سنت نے اس عقیدۂ خبیثہ کا بھی خوب رد کیا فریقین کے رسائل مطبوعہ دستیاب ہوتے ہین دیکھ لیجیے اور مولد شریف کو بھی دیوبندی بدعت کہتے ہین۔ انوار ساطعہ وغیرہ مین اسکا خوب رد کیا گیا کہ منکرین میلاد کے دانت کھٹے کر دیے[۱] خود دیوبندیون کے مقتدا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین ص۲۷ مین تحریر کرتے ہین کہ مکہ معظمہ مین آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے مولد مبارک مین ولادت شریف کے روز لوگ درود شریف

پڑھتے تھے اور معجزات جو وقت ولادت
اور مشاہدے جو قبل نبوت ظاہر ہوئے
تھے وہ بیان کرتے تھے تو مین نے دیکھا
کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے ہین نہین کہسکتا
ہون کہ ان آنکھون سے دیکھا اور یہ بھی
نہین کہسکتا ہون کہ فقط روح کی آنکھون
سے دیکھا خدا جانے کیا امر تھا ان دونو
حالتونکے درمیان پس مین نے تامل کیا
تو معلوم ہوا کہ ایسے مشاہد اور ایسے مجالس
پر جو ملائکہ موکل ہین یہ اونکا نور ہی اور
مین نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار
رحمت دونون ملے ہوئے ہین انتہی۔ خدا کی
شان مقتدا کا یہ قول اور مقتدیون کا یہ ڈول
بہرکیف دیوبندیونکا قول قابل لاحول
ہمپر حجت نہین اور مجموعہ زبدۃ النصائح
مین مولانا شاہ ولی اللہ کا فتوی ہی۔ اگر ملیدہ
وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال

حلال نیست واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد
پس اغنیا را خوردن ہم جائز ہست انتہے
یہی مولانا شاہ ولی اللہ انتباہ فی سلاسل
اولیاء اللہ مین لکھتے ہین۔ پس دہ مرتبہ درود
خوانند وختم تمام کنند و برقدرے شیرینی
فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند
وحاجت از خداے تعالیٰ سوال نمایند الخ
اور وہابیان ہند کے پیشوا دیوبندیون کے
مقتدا مولوی اسمعیل دہلوی بھی فقط تعیین
تاریخ ویوم کو منع کرتے ہین اور فاتحہ سے
تو اونکو بھی انکار نہین ہی۔ صراط مستقیم مین
لکھتے ہین۔ نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات
باطعام وفاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی
بہتر وافضل است انتہی اور اسی صراط مستقیم
مین ہی اول طالب را باید کہ باوضو دوزانو
بطور نماز بنشیند وفاتحہ بنام اکابر این طریقہ
یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری وحضرت

ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید الخ آب
سلکرین فاتحہ اول اپنے ان بزرگوارون کو
بدعتی وغیرہ القاب دیا یا جو دشنام سنانا ہو
وہ سنالین بعدہ انکار فاتحہ مین لب کھولین
اور سینے مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
سوالات عشرۂ محرم کے جواب سوال نہم مین
لکھتے ہین۔ طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت
امامین (رضی اللہ تعالی عنہما) نمایند و بران
فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک میشود خوردن
آن بسیار خوب ہست انتہی بقدر الحاجۃ
اور تفسیر عزیزی پارۂ عم سورۂ انشقاق
آیۂ کریمہ والقمر اذا اتسق کے تحت مین
مردیکی تین حالتین بیان کی ہین۔ اول جو
حالت بمجرد جدا ہونے روح کے بدن سے
ہوتی ہے اوسکے متعلق لکھتے ہین اور مدد زندونکی
مردونکو اس حالت مین جلد پہونچتی ہے اور مردے
ایسے وقت مین اسطرف کی مدد کے منتظر ہوتے
ہین اور یون گمان کرتے ہین کہ گویا ابھی ہم
ڈوبتے ہین اسیواسطے حدیث شریف مین قبر کے
احوال مین وارد ہے کہ مسلمان آدمی وہان
کہتا ہے دعونی اُصلّے چھوڑو مجکو کہ مین
نماز پڑھون اور یہ بھی وارد ہے کہ مردہ اس
حالت مین غریق کے مانند ہے کہ انتظار فریاد
پہونچنے والے کا رکھتا ہے۔ صدقے اور دعائین
اور فاتحہ اوسوقت اسکے بہت کام آتے ہین
اور اسیواسطے اکثر لوگ ایک سال تک
علی الخصوص ایک چلے تک موت کے بعد
اس قسم کے کامون مین کوشش اور سعی
کرتے ہین انتہی اور فتاوی عزیزیہ مین لکھتے ہین
بالفعل انچہ معمول این فقیر ہست می نویسد
ازہمین جا قیاس باید کرد در تمام سال دو مجلس
در خانۂ فقیر منعقد میشود مجلس ذکر میلاد شریف
ومجلس شہادت حسنین رضی اللہ تعالی عنہما
اول کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز
پیش ازین قریب چہار صد یا پنج صد کس
بلکہ ہزار فراہم آیند درود میخوانند۔ بعد ازان
کہ فقیر می آید می نشیند ذکر فضائل حسنین رضی اللہ
تعالی عنہما کہ در حدیث شریف وارد شدہ

۱۵

در بیان می آید بعد از ان ختم قرآن مجید و پنج آیت خوانده بر ما حضر فاتحہ نموده می آید این ست قدریکه بعمل می آید۔ پس اگر این چیز ہا نزد فقیر ہمین وضع که مذکور شد جائز نمی بود اقدام بر آن اصلا نمی کرد انتہی۔ اور انہین شاہ صاحب کا مکتوب بنام علی محمد خان رئیس مراد آباد جو لکھا تھا اوسمین ہی۔ پس بر ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خوانده تقسیم آن بحاضرین مجلس می شود انتہی اور مجموعہ زبدۃ النصائح مین مولانا برہان الدین مرحوم کی عبارت منقول ہی۔ ہمین ست مضمون فاتحہ مرسومہ پس ثواب درود و الحمد و قل و ہم ثواب بذل طعام منذور بروح آنجناب خواہد رسید انتہی اور صمصام قادری مین وصیت نامہ مولانا عبد اللہ گجراتی ہمعصر شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہما کی عبارت مرقوم ہی۔ تخصیصات در اوضاع و تراکیب ماکولات و تعینات در مقروات بفاتحہ و نیاز ہای بزرگان از رسوم صالحہ ست انتہی اور اسی کتاب مین جامع الادرا

ک کی عبارت نقل کی ہی اگر بر طعام فاتحہ کرده بفقرا دہم البتہ ثواب می رسد اور اسی مین ہی چون قرآن ختم کنند اول پنج آیت خوانده دست برای فاتحہ بردارد و ثواب ختم بارواح ہر کہ خواہد بطفیل آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بخشد انتہی اور بھی بہت سے علمای محققین نے جواز فاتحہ کا فتوی دیا ہی اور وجہ یہی ہی کہ فاتحہ کی اصل حدیث سے نکلتی ہی

مولویصاحب فاتحہ کرنیوالونکو اکثر دیکھا جاتا ہی کہ طعام یا شیرینی پر فاتحہ دیکر اپنے دوست احباب و بال بچونکے ساتھ مل جل کر کھالیتے ہین اگر فقرا و مساکین کو کھلاتے تو ثواب طعام میت کو پہونچتا خود کھالینے مین کیا ثواب ہوگا جو میت کو پہونچائین۔

طالب علم حصول ثواب صرف فقرا و مساکین کے دینے مین منحصر نہین ہی اپنے اہل و عیال کو کھلانا دوست و احباب و اغنیا کی دعوت کرنا ہدیہ دینا بھی ثواب ہی بلکہ احسان و تبرع و بخشش کے زیادہ مستحق قرابت دار ہین۔ اسیوجہ سے حدیث شریف مین آیا ہی کہ مسکین کو دینا ایک ثواب اور قرابت دار کو دینا دو ثواب ہین ایک صدقہ اور

ایک صلۂ رحم انتہی (مشکوۃ باب افضل الصدقۃ)
(۲۲) اسی باب مین ہی کہ رسول خدا صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم سے دو عورتون نے اپنے ازواج و اولاد کو
صدقہ دینے کا مسئلہ بتوسط بلال رضی اللہ تعالے
عنہ دریافت کیا حکم ہوا کہ اونکو دو اجر ہین ایک اجر
قرابت اور ایک اجر صدقہ انتہی ۔ اسی باب مین
صحیحین کی اور حدیث بھی ہی کہ جسکا نفقہ تیرے
اوپر واجب ہی صدقہ اوس سے شروع کر انتہی
اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
حدیث بیان فرماتے ہین کہ صدقہ شروع
کر اوس شخص سے جسکی پرورش کرتا ہی اپنی
ماں اور باپ اور بہن اور بھائی سے پھر
جو قرابت مین تجھسے زیادہ نزدیک ہو اوسکے
بعد جو زیادہ نزدیک ہو انتہی (کنز العمال
جلد ہشتم صـ۱۵۰) ان احادیث صحیحہ سے
ثابت ہو گیا کہ طعام فاتحہ اپنے اہل و عیال
و دیگر عزیز و اقارب کو کھلانا زیادہ ثواب ہی
ایسے ہی موقع پر ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون
صادق آتا ہی ۔

مولویصاحب امور مذکورہ کو تو خیر ہم
جائز کہہ سکتے ہین لیکن فاتحہ کیواسطے شامل ہونے
کے مکان لیپنا پوتنا ضرور بدعت
اور اوسکا مرتکب بدعتی ۔

طالب علم جناب من احقر نے چند بار قاعدہ
کلیہ عرض کیا کہ جس کام کی اصل شرع سے ثابت
وہ نہ بدعت ہو نہ شرک لیکن اوسکے سمجھنے
سے فہم مبارک قاصر رہی ۔ دیکھیے حدیث شریف
مین آیا ہی کہ اللہ تعالی پاک صاف ہی صفائی
ستھرائی پسند کرتا ہی اپنے مکانونکے صحن وغیرہ
کو صاف رکھو انتہی ملتقطاً اس حدیث سے
اگرچہ وجوب نہین تو استحباب صفائی تو نہایت صاف
طور پر ثابت ہو گیا اور فاتحہ کیواسطے صفائی مکان
فرض و واجب کوئی نہین سمجھتا البتہ فعل مستحسن
و خوب سمجھتے ہین اور فی نفسہ صفائی عمدہ اور بہتر
شی ہی ۔ اگر مستحسن جاننا بھی آپ بدعت کہتے ہین
تو اولاً یہ قول آپ کا صریح مخالف حدیث
ثانیاً حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالی کا بدعتی
ہونا لازم آتا ہی کہ اونھون نے صحیح بخاری لکھنے مین

لہ مشکوۃ باب الترجل ۱۲ منہ ۔ لہ مقدمہ صحیح بخاری فصل ثانی ۱۲ منہ

۱۷

یہ التزام کیا تھا کہ ہر حدیث لکھنے کے واسطے
تازہ غسل کر کے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے منبر شریف اور روضۂ مطہرہ کے درمیان
دوگانہ نفل ادا کر کے لکھتے تھے سولہ برس
میں بخاری شریف لکھی اور صحابۂ کرام اور
تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے
کتابت قرآن شریف کے واسطے بھی یہ اہتمام
منقول نہیں۔ اب غور کیجیے کہ جو صاحب فاتحہ
کرنیوالے کو تو سال بھر میں فقط ایک دو
مرتبہ پسینے کا اتفاق ہوتا ہوگا اور امام بخاری

۱۸

علیہ الرحمہ حدیث لکھنے کے واسطے ہر روز
دس پانچ بار غسل کرتے تو اگر صفائی کی وجہ
سے صاحب فاتحہ کو بدعتی کہتے ہیں تو اس سے
بڑھکر کوئی لقب امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ کے واسطے تجویز کیجیے مگر یاد رہے پھر
بخاری کے ساتھ غیر مقلدین استدلال بھی
نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بدعتی کی حدیث جمہور
علما کے نزدیک مردود ہے نہ معلوم وہابیہ
کیسے گندہ طبیعت جاہل ہیں کہ صفائی

جیسی عمدہ شے سے بھی نفرت کرتے ہیں شاید
جنت کو بھی بوجہ لطافت و پاکیزگی کے
ناپسند کرتے ہونگے۔ س ۵
کرم گستری ایک آگے نہیں ہے لذت طعام و قند و نمکین
مولویصاحب جو مسلمان مرغ یا
خصی وغیرہ پالتے ہیں کہ فلاں نبی یا ولی کی
نیاز و نذر کا ہے وہ جانور حرام ہے یا نہیں
طالب علم نیاز کے لغوی معنی حاجت کے ہیں
اور عرف میں نیاز بمعنی فاتحہ و ایصال ثواب
مستعمل ہے چنانچہ مولانا عبد اللہ گجراتی اور
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا
قول ہے جسمیں لفظ نیاز بمعنی ایصال ثواب
استعمال کیا گیا ہے سابقاً مذکور ہو چکا اور
اکثر عوام سے بھی سنا جاتا ہے کہ فاتحہ دینے کو
کہتے ہیں ذرا نیاز دیدو اس سے مقصود
انکا وہی ایصال ثواب ہوتا ہے پس لفظ
نیاز بمعنی ایصال ثواب منقول عرفی ہے اور
ایصال ثواب ہے تو کسیکو انکار نہیں پس
جو لفظ دو معنی میں مستعمل ہو اوس سے

انکار کی کیا وجہ - بہر کیف نیاز کی بحث تو ہو چکی
لیکن نذر کی تحقیق باقی ہے - واضح ہو کہ شرع
مین نذر کے معنی ہین (ایجاب المباح) جو عبادت
مباح ہو اوسکو واجب کر لینا یعنی عبادت
مقصودہ (جیسے روزہ نماز حج عمرہ اعتکاف
صدقہ وغیرہ) جو بلا ایجاب نذر کرنیوالے
کے شرعًا اوسپر واجب نہو اوس عبادت
کو اللہ تعالی کیطرف نزدیکی حاصل کرنے کی
غرض سے اپنے اوپر واجب کر لینا - پس نذر
بمعنی شرعی غیر اللہ کے لیے جائز نہین لیکن
عند الاستفسار معلوم ہوا کہ وہ لوگ نذر
کے معنی ایصال ثواب جانتے ہین جسطرح
کسی عالم یا درویش یا امیر کو کچھ ہدیہ و
تحفہ دیتے ہین تو اوسکا کہدیتے ہین یہ آپ کی
نذر ہے - اس سے معنی شرعی مراد نہین ہوتے
بلکہ ہدیہ و تحفہ مقصود ہوتا ہے - اسیطرح
کسی بزرگ کی طرف مرغ و خصی وغیرہ کے
انتساب سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اسکا ثواب
اوسکی روح کو پہونچے - اسکی مثال یون سمجھیے
جیسے کوئی شخص کہے ہم اپنی مسجد مین نماز
پڑھکر آئے ہین - اب مسجد کی نسبت اپنی طرف
کرنا تو اوسکا صحیح نہین کیونکہ مسجد کسیکی ملک
نہین ہے - غرض اس سے یہی ہوتی ہے کہ اپنے
محلے کی مسجد مین نماز پڑھکر آئے ہین - اسکو
اضافت بادنی ملابست کہتے ہین - عرف و
(ای بادنی اتصال و مناسبت ۱۲ منہ)
شرع مین اسکی مثالین بکثرت پائی جاتی
ہین اہل علم پر مخفی نہین اور لغت مین بھی نذر
کے ایک معنی طعام فاتحہ روح بزرگان لکھے ہین
پس نذر و نیاز باین معنی غیر اللہ کیلیے جائز ہے
خلاصہ یہ کہ ایسا مسلمان جو کفر و اسلام
و حلال و حرام سے واقف ہو اگر وہ بہ نیت
ایصال ثواب کسی جانور کو پالے تو بیشک
اوس جانور کا گوشت حلال و طیب ہے
کیونکہ مقصود اصلی گوشت ہوا نہ جان اوسکی
البتہ جنگل و کوردہ کے مسلمان جو نہ کفر جانین
نہ اسلام نہ حلال پہچانین نہ حرام ایسے جہلا
اگر جانور کو کسیکے نامزد کرین اور مقصود
اصلی ایصال ثواب نہو بلکہ غیر اللہ کے نام پر

اوس جانور کا خون بہانا اور جان نکالنا
مقصود ہو تو البتہ وہ گوشت حرام ہی
اس مسئلے کو جناب مولوی ابو طاہر
نبی بخش صاحب بہاری (تلمیذ رشید
جناب مولانا مولوی عبد الواحد خانصاحب
رامپوری) نے نہایت تحقیق کے ساتھ
اپنے رسالے مین لکھا ہی اوسکے ملاحظے
سے انشاء اللہ تعالے آپ کی پوری
تشفی ہو جائیگی۔

مولوی صاحب۔ اگرچہ مولوی
نبی بخش کو تالیف تصنیف کا شوق ہی
لیکن ہمارا خیال تو یہ ہی مولوی عبد الواحد خان
کے شاگردون مین آپ کی استعداد
سب سے زیادہ ہی۔

طالب علم نہین جناب آپکو علم نہین ہی جناب
مولوی ابو طاہر نبی بخش صاحب کی
بہت اچھی استعداد ہی تحقیق انیق
وغیرہ رسائل رد وہابیہ مین اونھوں نے
خوب لکھے ہین اور مولوی حکیم محمد حسین
صاحب (ساکن محلہ مولانگر مین محلات
بہار) کی بھی بہت عمدہ استعداد ہی اونھون نے
بھی مولا بخش خان بڑاکری وہابی کے
رسالہ (ایقاظ البشر برد ما فی سوالات
العشر) کا رد بڑی دھوم دھام سے مسمے
بدفع الشر عن امة خیر البشر لکھا
مطبع حنفیہ پٹنہ مین طبع ہوا ہی آجتک
کسی وہابی سے اوسکا جواب نہ ہوسکا۔
اور مولوی محمد شاہ صاحب کے اعتراضات
کا رد بھی نہایت تحقیق کے ساتھ لکھا ہی
ان دو صاحبون کے سوا اور بھی بہت سے
شاگرد ذی استعداد ہین۔ ابھی چندروز کا
ذکر ہی کہ طلبای مدرسہ کے ساتھ بہار محلہ
نجد کوچک کے بعض وہابیہ سیہ کار ناہنجار بحث
و تکرار پر آمادہ و تیار ہوئے۔ مگر بفضل
پروردگار و فیض رسول کردگار علیہ
صلاۃ اللہ الجلیل الجبار دم بھر مین
وہابیہ نابکار دم دبا کر فرار ہو گئے الحق
یعلو کا مضمون ظاہر ہو گیا۔

میری غرض اس تطویل سے صرف اتنی ہو کہ جب حضور کے کمالات سب اہل کمال سے زیادہ
ہین اور مستغیثین اور متوجہین کیطرف توجہ اور اوکے پاس حضوری خواہ وہ بروح مجرد ہو یا
بصور مثالی حضور کے نائبین کیواسطے ثابت ہو کما سینکشف لک مما سیأتیک بعد اور انبیا
کے لیے بعد موت نفوذ عالم مین نص شیخ سے مصرح تو پھر سرور انبیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کیواسطے
آن واحد مین چند جگہ موجود ہونا کیون غیر مسلم **دلیل پچاسی** محقق جلال الدین سیوطی شرح الصدور
مین لکھتے ہین قال[1] الحکیم الترمذی الارواح تجول فی البرزخ فتبصر احوال الدنیا ولا یعلم
کنہ ذلک وکیفیتہ علی الحقیقۃ الا اللہ عزوجل ویشھد لذلک الاحادیث المرویۃ
فان النائم یعرج روحہ الی العرش وھذا مع تعلقہ ببدنہ وسرعۃ عودہ الیہ عند
استیقاظہ فارواح الموتی المجردۃ عن ابدانھم اولی بعروجھا الی السماء وعودھا الی
القبر فی عین تلک الساعۃ نیز اسی مین ہو والروح[2] عند اھل السنۃ والجماعۃ ذات قائمۃ
بنفسھا تصعد وتنزل وتتصل وتنفصل وتذھب وتجیٔ وتتحرک وتسکن وعلی ھذا اکثر من
مائۃ دلیل مقررۃ انتھی **دلیل چھیاسی** اسی کتاب مین ہو وفی شرح البرزخ فی باب مقر الارواح
اخرج الحکیم الترمذی عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالی عنہ قال ان ارواح المومنین
تذھب فی برزخ من الارض حیث شاءت بین السماء والارض حتی یردھا اللہ الی جسدھا

---

[1] حکیم ترمذی نے فرمایا کہ روحین برزخ مین سیر کرتی ہین اور حالات دنیا کو دیکھتی ہین اور اسکی حقیقت
اور کیفیت کو سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا اور اسکی شہادت دینے والی اور تصدیق کرنیوالی
وہ احادیث ہین جو در باب سونیوالے کے مروی ہین کہ روح عرش عظیم تک سیر کرتی ہو اور باوجود اسکے اوسکا تعلق
اپنے بدن سے رہتا ہو اور جب وہ بیدار ہوتے ہین تو وہ روح فورًا اپنے بدن کیطرف چلی آتی ہو پس ارواح موتی
مجردہ ابدان سے اولی اور افضل ہین آسمان کیطرف عروج کرنیکے لیے اور اوسیوقت قبر کیطرف لوٹ آنیکے لیے ۱۲
[2] روح اہل سنت وجماعت کے نزدیک ایک مستقل ذات خود بخود قائم ہو چڑھتی اور اوترتی ہو ملتی اور جدا ہوتی ہو جاتی
اور آتی ہو متحرک اور ساکن ہوتی ہو اور اسپر سَو سے زیادہ ادلہ موجود ہین ۱۲ مولانا مولوی علیم الدین صاحب زید فیضہ

قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دل الحدیث علیٰ ان ارواح المومنین تنزل وتقبض قال الحافظ ابن حجر

فی فتاواہ ارواح المومنین فی علیین ولکل روح بجسدھا اتصال معنوی لایشبہ بالاتصال

فی حیاۃ الدنیا بل اشبہ شئ بہ حال النائم وان کان اشد من النائم اتصالا وبھذا یجمع

بین ما ورد من ان مقرھا تحت العرش او علیین او برزخ من الارض او عند افنیۃ القبور ومع

ذالک فھی ماذون لھا فی التصرف والسیر اسکا ترجمہ اور حاصل تذکرۃ الموتیٰ وغیرہ میں اس طور سے

مسطور ہے حاصلش اینکہ حکیم محدث ترمذی روایت کردہ است از سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہ گفت ارواح مومنین در عالم برزخ میرود ہر جا کہ بخواہد میان آسمان و زمین تا آنکہ خدائے تعالےٰ رد

میکند آن ارواح را بسوے ابدان آنہا مؤلف میگوید یعنی امام سیوطی کہ حدیث مذکور دلالت میکند بر اینمعنی

کہ ارواح مومنین گذاشتہ می شود تا ہر جا کہ خواہد رود و باز رد کردہ میشود بجایہاے خود۔ گفت حافظ

ابن حجر در فتاواے خود کہ ارواح مومنین صالحین در علیین ہستند و معہذا آنہا را اتصالے ست معنوی

با اجساد آنہا نہ چنان اتصال کہ در حالت حیات بود بلکہ فی الجملہ مشابہت بحال نائم دارد اما در حقیقت

آن اتصال قوی تر و کامل ترست از حال نائم و بہمین تقریر یعنی اتصال معنوی روایات کہ در باب

مقر ارواح مرویست مرتفع میشود چنانکہ در بعضے از روایات آمدہ کہ مقر ارواح زیر عرش ست یا

در طبقہ علیین ست یا آنکہ در میان آسمان و زمین ست یا در قبر ست یا در جوانب قبر ست

و باوجود آن ماذون ست در تصرفات و سیر مقامات انتہی **دلیل ستاسی** مدارج میں ہے در

حدیث مسلم آمدہ کہ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از بعض چیزہا حاضر نہ شد مرا جواب

آن پس اندوہگین شدم و سخت شد اندوہ من چنانکہ ہرگز اینچنین اندوہگین نشدہ بودم پس نمودہ شد

مرا بیت المقدس چنانکہ از ہر چہ پرسیدند خبر دادم و گفتہ اند کہ این دو احتمال دارد یا مسجد را برداشتہ

نزد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آوردند چنانکہ تخت بلقیس را در طرفۃ العین نزد سلیمان علیہ السلام

۴۷

قال رضی اللہ تعالی عنہ دل الحدیث علی ان ارواح المومنین تنزل وتقبض قال الحافظ ابن حجر
فی فتاواہ ارواح المومنین فی علیین ولکل روح بجسدھا اتصال معنوی لایشبہ بالاتصال
فی حیاۃ الدنیا بل اشبہ شئ بہ حال النائم وان کان اشد من النائم اتصالا وبھذا یجمع
بین ما ورد من ان مقرھا تحت العرش او علیین او برزخ من الارض او عند افنیۃ القبور ومع
ذالک فھی ماذون لھا فی التصرف والسیر اسکا ترجمہ اور حاصل تذکرۃ الموتی وغیرہ مین اس طور سے
مسطور ہے حاصلش اینکہ حکیم محدث ترمذی روایت کردہ است از سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ
کہ گفت ارواح مومنین در عالم برزخ میرود ہر جا کہ بخواہد میان آسمان وزمین تا آنکہ خدائے تعالے رد
میکند آن ارواح را بسوے ابدان آنہا مؤلف میگوید یعنی امام سیوطی کہ حدیث مذکور دلالت میکند بر اینمعنی
کہ ارواح مومنین گذاشتہ می شود تا ہر جا کہ خواہد رود و باز رد کردہ میشود بجایہاے خود۔ گفت حافظ
ابن حجر در فتاواے خود کہ ارواح مومنین صالحین در علیین ہستند و معہذا آنہا را اتصالے ست معنوی
با اجساد آنہا نہ چنان اتصال کہ در حالت حیات بود بلکہ فی الجملہ مشابہت بحال نائم دارد اما در حقیقت
آن اتصال قوی تر و کامل تر ست از حال نائم و بہمین تقریر یعنی اتصال معنوی روایات کہ در باب
مقر ارواح مرویست مرتفع میشود چنانکہ در بعضے از روایات آمدہ کہ مقر ارواح زیر عرش ست یا
در طبقہ علیین ست یا آنکہ در میان آسمان و زمین ست یا در قبر ست یا در جوانب قبر ست
و با وجود آن ماذون ست در تصرفات و سیر مقامات انتہی **دلیل ستاسی** مدارج مین ہے در
حدیث مسلم آمدہ کہ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم از بعض چیز ہا حاضر نہ شد مرا جواب
آن پس اندوہگین شدم و سخت شد اندوہ من چنانکہ ہرگز اینچنین اندوہگین نشدہ بودم پس نمودہ شد
مرا بیت المقدس چنانکہ از ہر چہ پرسیدند خبر دادم و گفتہ اند کہ این دو احتمال دارد یا مسجد را برداشتہ
نزد آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آوردند چنانکہ تخت بلقیس را در طرفۃ العین نزد سلیمان علیہ السلام

آوردند یا تمثل کردند آنرا بر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم چنانکہ متمثل ساختہ شد بہشت و دوزخ در نماز و احتمال دیگر اینست کہ برداشتہ شد پردہ و در ہمانجا کہ بیت المقدس است نمودند و در روایت آمدہ است کہ جبرئیل علیہ السلام مسجد اقصےٰ را آورد نزدیک خانہ عقیل در نظر من بداشت در آن میدیدم و از ہر چہ می پرسیدند جواب میگفتم میں کہتا ہون جب بیت المقدس کا تمثل یا رفع حجاب یا نفس حضور ممکن واقع تو پھر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت یہ جملہ امور کیون نہین جائز

دلیل اٹھاسی ایضاً اسی کے بیان معراج مین ہے بعد ازان رسید بہ بیت المقدس و حاضر شدند ملائکہ و متمثل گردانیدہ شدند ارواحِ انبیا از آدم تا عیسی علیہم السلام و ثنا گفتند مر خدا را و صلاۃ فرستادند بر حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و اعتراف کردند ہمہ بفضل حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پس اذان گفتہ شد و تکبیر بر آوردہ شد برائے نماز و تقدیم کردند حضرت محمد را صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و علیہم پس آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم امامت کرد و ہمہ انبیا و ملائکہ اقتدا کردند بوی انتہے میں کہتا ہون جسطرح تمام انبیا علیہم السلام حضور کی خدمت بابرکت مین حاضر اور مشرف ہوئے۔ اسیطرح اگر حضور کی تشریف آوری سے امت مرحومہ محبوبہ مشرف ہو تو کونسا استبعاد ہے اور کیون محل استعجاب

دلیل نواسی رد المحتار حاشیۂ درمختار مین ہے الکعبۃ[۱] اذا رفعت عن مکانہا لزیارۃ اصحاب الکرامۃ ففی تلک الحالۃ جازت الصلاۃ الی ارضہا طحطاوی مین ہے ذکر[۲] الامام النسفی حین سئل عما یحکی ان الکعبۃ کانت تزور واحدا من الاولیاء ہل یجوز القول بہ فقال نقض العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاہل الولایۃ جائز عند اہل السنۃ نیز اسی مین ہے

---

[۱] کعبۂ شریف جب اپنے مکان سے اوٹھایا جائے کسی صاحب کرامت بزرگ کی ملاقات کیلیے تو اس حال مین اوسکی زمین کیطرف نماز پڑھنا جائز ہے ۱۲ [۲] امام نسفی نے ذکر کیا کہ جب اونسے لوگون نے سوال کیا اوس شخص کی حکایت سے کہ کعبۂ شریف کسی ولی کی اولیا مین سے زیارت کو جاتا ہے کہ یہ قول موافق شرع شریف کے ہے یا نہین تو فرمایا کہ خلاف عادت بطریقۂ کرامت اہل سنت و جماعت کے نزدیک اہل ولایت کے لیے جائز ہے یہ ولی کی کرامت ہے ۱۲ مولانا مولوی علیم الدین صاحب اسلام آبادی زید فیضہ۔

۷۵

[۱] القبلة هی العرصة وما حاذاها من الهواء حتے لو رفعت لزیارة اصحاب الکرامات جازت الصلاة نحوها جب کعبے کا ارتفاع اپنی جگہ سے اولیا کے واسطے اور بیت المقدس کا سید الانبیا کے واسطے اور تخت بلقیس کا سلیمان علیہم السلام کے واسطے جائز اور واقع تو پھر حبیب خالق عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی خاطر حضور سے مستغیثین ومخلصین کا سامنا خواہ بہ تشریف آوری یا بزوی ارض یا بارتفاع حجاب وغیرہا قدرت آلہیہ کے احاطے سے کیا باہر ہے استغفر اللہ وسبحان اللہ ما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ والسمٰوٰت مطویات بیمینہ فافہم وتدبر وتشکر فانہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم خلیفة اللہ تعالی علی الاطلاق وتذکر معنے الخلافة مما ذکرنا من قبل وقد [۲] قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم زویت لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها کما فی المیزان للعارف الشعرانی وقال علیہ الصلاة والسلام رأیت کل شئ وتجلے لی کل شئ وانکشف لی ما کان وما یکون کما فی البخاری والمشکوة وغیرهما من کتب الصحاح وقال صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی هذہ کما فی المواهب وشرحه للزرقانی وغیرهما من کتب السیر و [۳] قال المرتضی کرم اللہ تعالے وجهه وفیك انطوی العالم الاکبر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین

---

[۱] قبلہ وہی عرصہ ہے اور جو اوسکے مقابلے مین ہوا ہے یہانتک کہ اگر کعبہ شریف کسی بزرگ کی زیارت کو چلا جائے تو اوسکی طرف نماز جائز ہے ۱۲ [۲] رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے واسطے زمین لپیٹ دی گئی ہے تو مین نے اوسکے مغرب اور مشرق کو دیکھا اسیطرح میزان شعرانی مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے ہر چیز کو دیکھا اور میرے لیے ہر چیز کھلگئی اور جو چیز ہو چکی اور جو چیز آیندہ قیامت تک ہوگی وہ سب میرے واسطے کھلگئی۔ بخاری وغیرہ مین یہ قصہ جو دیکھو اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے واسطے اللہ تعالی نے دنیا کو اوٹھا دیا تو مین اوسکی طرف اور جو جو چیزین دنیا مین قیامت تک ہونیوالی ہین اونکی طرف [۳]

عارفان آفتابند کہ بر جملگی عالم می تابند واز نور ایشان ہمہ عالم روشن ست باوجود ان نصوص
اور دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ اور باوصف اقرار وتصدیق فرمان واجب الاذعان ان اللہ
علے کل شئ قدیر اور انزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شئ - وکان فضل اللہ علیک عظیما اور
علمت علم الاولین والاٰخرین وامثالہا کی جس کسی نے حضور کی حضوری یا تشریف آوری
یا رفع حجاب یا علم غیب ہن آئین بائین شائین بکا اوسنے قرآن وحدیث کا مطلب خاک نہ سمجھا دلیل
نوے صحیح مسلم مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ ایک سفر مین جب
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وادی ارزق مین پہونچے جو مکے اور مدینے کے درمیان مین ہو تو فرمایا
کہ مین دیکھتا ہون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر اونکا رنگ اور بالونکا حال بیان کیا اور فرمایا
لبیک کہتے جارہے ہین آپ ایسا ہی جب ایک پہاڑ کی گھاٹی پر جسکا نام ہرشا یا لفت تھا پہونچے تو فرمایا
مین دیکھتا ہون یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹنی پر سوار صوف کا جبہ پہنے ہوئے اونکی اونٹنی کی نکیل پوست
خرما کی ہو لبیک کہتے چلے جاتے ہین آپ پر شیخ ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین - چون اتفاق است بر حیات
انبیا علیہم السلام بحیات حقیقی ودنیاوی لیکن محجوب انداز نظر عوام پس بحقیقت نمود ایشان الحبیب خود
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے منام وبے مثال وبے اشتباہ وبے اشکال انتہی آپ ایسا ہی کہا علامہ قسطلانی
نے مواہب مین ہو علے الحقیقۃ کان الانبیاء احیاء عند ربھم یرزقون فلامانع ان یحجوا فی ھذہ
الحالۃ کما فی صحیح مسلم عن انس انہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای موسی قائما فی قبرہ
یصلی قال القرطبی حبب الیھم العبادۃ فھم یتعبدون بما یجدونہ یعنی انبیا علیہم السلام حقیقی
زندہ ہین اور حج نماز وغیرہ جو عبادتین اونکا جی چاہتا ہو کرتے پھرتے ہین کوئی ممانعت نہین جب
ارواح انبیا کو کہین آنے جانے پھرنے کی ممانعت نہین جیسا کہ ان احادیث کے قصون اور روایات

۷۷

---

(۱) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہو اور ہمنے آپکے اوپر ایسا قرآن شریف نازل کیا جو ہر چیز کیلیے روشن بیان ہو اور اللہ تعالیٰ کا
آپکے اوپر بڑا فضل ہو اور مجکو اللہ تعالیٰ کیطرف سے اولین و آخرین کے علم کی تعلیم ہوئی ہو ۱۲ مولانا علیم الدین صاحب زید فیضہ

سابقہ سے واضح ہوا تو پھر محافل خیر بین سید الانبیا اور سلطان المرسلین کی حضوری اور تشریف آوری مین کونسی ممانعت کس دلیل سے **دلیل اکانوے** سیرت حلبی مین ہے الارواح تتجسد[۱] وتظهر فی صور مختلفة من عالم المثال اور علامہ جلال الدین سیوطی کا قول ہے تعدد الصور بالتخیل والتشکل ممکن کما یقع للجان اسکی تصدیق وتقریر حضرت امام ربانی کے کلام مبارک سے سابقاً مفصلاً گزر چکی ہے گاہ جنیان ازاین قدرت بود ارواح کمل را اگر عطا فرمایند چہ محل تعجب ست **دلیل بانوے** شیخ محدث دہلوی کتاب اخبار الاخیار احوال حضرت سلطان الہند خواجہ بزرگ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مین تحریر فرماتے ہین روزے پتھورا مسلمانے را از پیوستگان خواجہ قدس سرہ بسببے از اسباب رنجانید آن مسلمان التجا بخدمت او آورد خواجہ بشفاعت بر پتھورا گفتہ فرستاد پتھورا گفتہ شیخ قبول نکرد چون این سخن بخواجہ رسید فرمود کہ پتھورا را زندہ گرفتیم و دادیم ہمدران ایام لشکر سلطان معز الدین از غزنین رسید و پتھورا مقابل لشکر اسلام بایستاد و بدست معز الدین اسیر گشت نیز اسمین ہے فرمود عارفان را مرتبہ ایست چون بدان مرتبہ رسند جملگی عالم وانچہ در عالم است میان دو انگشت خود بہ بینند **اقول** یہ عرفا سید الانبیا کے نواب اور خلفا ہین جب انکا یہ حال ہے تو حضور کی حضوری اسپر قیاس کرنی چاہیے۔ **دلیل ترانوے** نیز اسمین ہے فرمود کہ کمترین پایہ وجبہ عارف در محبت آنست کہ صفات حق تعالیٰ در وے بود فرمود درویش آنست کہ ہر آن بندہ برانکس کہ بحاجت آید محروم باز نگردد **دلیل چورانوے** نیز اسی کتاب مین بیچ اقوال قطب الاقطاب حضرت غوث الاعظم شیخ الاسلام والمسلمین محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے مذکور ہے عزو علا اور ابمرتبہ قطبیت کبریٰ وولایت عظمیٰ مخصوص گردانید ومفاتیح خزائن جود وازمہ

۷۸

---

[۱] ارواح بصورت جسم ہو جاتے ہین اور عالم مثال مین رنگ برنگ صور تو نمین ظاہر ہوتے ہین مثل جن کے ۱۲ مولانا مولوی علیم الدین صاحب زید فیضہ۔

تصرفات وجود را لقبضۂ اقتدار و دست اختیار او سپرد فهو قطب الوقت وسلطان الوجود وخلیفۃ اللہ فی ارضہ ووارث کتابہ ونائب رسولہ سلطان الطریق والمتصرف فی الوجود علی التحقیق رضی اللہ تعالی عنہ انتہی **اقول** نائب مین کمال منیب کا ہوتا ہی معتقدین کو حضور کی حضوری اور تصرف فی الوجود کیواسطے یہ سند کافی اور منکر کے مرض قلبی کو قرآن و حدیث بھی غیر شافی **دلیل پچانوے** نیز اسی کتاب مین حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے احوال مین فرماتے ہین نقلاً عنہ فرمود کہ در اول حال رسول خدارا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم وحضرت مرتضے را علیہ رضوان اللہ تعالی در خواب دیدم کہ امر فرمودند مرا بتکلم و انداختند در دہن من لعاب دہن وبکشادبر من ابواب سخن **دلیل چھیانوے** نیز اسمین حضرت شیخ غوث علی الاطلاق کے حال مین ہی فرمودہ اند کہ جمیع اولیا و انبیا احیا باجساد و اموات بارواح وجن وملائکہ در مجلس او حاضر میشدند وحضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم والہ اجمعین - نیز از برائے تربیت و تائید تجلی میفرمودند وخضر علیہ السلام اکثر اوقات از حاضران مجلس شریف می بودند نیز اسمین ہی آنحضرت بربالاے کرسی می فرمود حاضر میشوند در مجلس من ملک وخواص اولیا وغیبیان تا بیاموزند از من تواضع مرجناب مقدس را وہیچ ولی نیست کہ حق تعالی او را خلق فرمودہ بمجلس من حاضر نشدہ احیا باجساد و اموات بارواح نیز فرمود صغیر بودم روز عرفہ بجانب سواد شہر برآمدہ دنبال گاوے از گاوان حراثت می دویدم گاوے بگردید وبجانب من نگاہے کرد وگفت یا عبد القادر ترا از برائے امثال این کارہا پیدا نہ کردند وبا نہا امر نہ کردہ ترسان ولرزان بجانب خانہ برگشتم وببام خانہ برآمدم مردم را دیدم کہ وقوف بعرفات می کنند پس پیش والدہ آمدم واز وے طلب اذن کردم کہ بہ بغداد روم وتحصیل علم نمایم

وصالحان از زیارت کنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الصالحین ولیل ستانوے اسی ہیں ہی نیز میفرمودند کہ ہرگاہ قصد میکردم کہ با خردان بازی کنم آوازے می شنیدم کہ میگفتند بجانب من بیا ای مبارک پس از ترس میگریختم و در کنار مادر می افتادم والآن این کلمہ را در خلوت خود می شنودم و شیخ بزرگ شہاب الدین عمر سہروردی فرمودہ ہست کان الشیخ عبد القادر سلطان الطریق المتصرف فی الوجود علی التحقیق وکانت لہ الید المبسوطۃ من اللہ فی التصریف والفعل الخارق الدائم و امام عبد اللہ یافعی فرمودہ ہست کراماتہ بلغت حد التواتر ومعلوم بالاتفاق و از آنحضرت از ہر جنس کرامات نقل کردہ انداز تصرف در ظواہر خلق و بواطن ایشان و اجرای حکم بر انس و جان و اطلاع ضمائر و اظہار سرائر و تکلم بر خواطر و اطلاع بر بواطن ملک و ملکوت و کشف حقائق جبروت و اسرار لاہوت و اعطای مواہب غیبیہ و امداد عطایای لاریبیہ و تصریف و تقلیب حوادث و دواہی و تصریف اکوان بمحو و اثبات آلہی و اتصاف بصفت اماتت و احیا و تحقق بنعت افنا و انشا و ابرای اکمہ و ابرص و تصحیح مرضی و تشفیہ اعلا و طی زمان و مکان و انفاذ امر در زمین و آسمان و سیر بر آب و طیر در ہوا و تصریف ارادت مردم و تقلیب طبائع اشیا و احضار اشیا از غیب و اخبار از ماضی و آتی بلا شک و ریب و سائر انواع کرامات و خوارق عادات بر سبیل اتصال و دوام بین الخاص والعام بر سبیل قصد و ارادہ مطلق بلکہ بر طریق اظہار دعوی بر حق و در ہر یکے ازین امور حکایات و روایات آمدہ ہست کہ قلم از تحریر و زبان از تقریر آن قاصر ست و کتب مشایخ خصوصًا تصانیف امام عبد اللہ یافعی بدان مزین و مشحون است انتہی یقول الفقیر ابو الملک کان اللہ تعالیٰ لہ ولوالدیہ ولمشایخہ یہ سب کمالات اور کل اولیا کے ایک ذرہ ہیں آفتاب کمالات ختم رسالت سے اور ایک قطرہ ہیں بحار افضال ختم نبوت سے علی صاحبہا افضل الصلوات واکمل التحیات فاذا کان نائبہ وخلیفتہ صلی اللہ علیہ وسلم کذلک فما ظنک بحضرتہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنا الع قیاس کن ز گلستان من بہار

ۃ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریقت ہیں وجود میں تصرف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے انکو ۔۔ قدرت کامل ہی تصرف میں اور کرامت میں ۱۲ مولانا مولوی علیم الدین صاحب اسلام آبادی ۔

۸۰

باقی در پرچہ آیندہ

وصالحان از زیارت کنم رضی اللہ تعالی عنہ وعن جمیع الصالحین دلیل ستانوے اسی بین
نیز میفرمودند کہ ہرگاہ قصد میکردم کہ با خردان بازی کنم آوازے می شنیدم کہ میگفتند بجانب
من بیا ای مبارک پس از ترس میگریختم و در کنار مادر می افتادم والآن این کلمہ را در خلوت
خود می شنودم و شیخ بزرگ شہاب الدین عمر سہروردی فرمودہ ہست کان الشیخ عبد القادر
سلطان الطریق المتصرف فی الوجود علی التحقیق وکانت لہ الید المبسوطۃ من اللہ
فی التصریف والفعل الخارق الدائم و امام عبد اللہ یافعی فرمودہ ہست کراماتہ بلغت
حد التواتر ومعلوم بالاتفاق و از انحضرت از ہر جنس کرامات نقل کردہ انداز تصرف در
ظواہر خلق وبواطن ایشان و اجرای حکم بر انس وجان و اطلاع ضمائر و اظہار سرائر وتکلم بر
خواطر و اطلاع بر بواطن ملک وملکوت وکشف حقائق جبروت و اسرار لاہوت و اعطای
مواہب غیبیہ و امداد عطایای لاریبیہ و تصریف و تقلیب حوادث و دواہی و تصریف اکوان
بمحو و اثبات الٰہی و اتصاف بصفت امانت و احیا و تحقق بنعت افنا و انشا و ابرای اکمہ و ابرص و تصحیح
مرضی و تشفیۂ اعلا و طی زمان و مکان و انفاذ امر در زمین و آسمان و سیر بر آب و طیر در ہوا و
تصریف ارادت ہر دم و تقلیب طبائع اشیا و احضار اشیا از غیب و اخبار از ماضی و آتی بلا شک و ریب
و سائر انواع کرامات و خوارق عادات بر سبیل اتصال و دوام بین الخاص والعام بر سبیل قصد و ارادہ
مطلق بلکہ بر طریق اظہار دعوی بر حق و در ہر یکے ازین امور حکایات و روایات آمدہ ہست کہ قلم از تحریر
و زبان از تقریر آن قاصر ست و کتب مشایخ خصوصًا تصانیف امام عبد اللہ یافعی بدان مزین و مشحون است
انتہی یقول الفقیر ابو المنذر کا عکان اللہ تعالی لہ ولوالدیہ وللمشائخ یہ سب کمالات اور کل اولیا کے ایک ذرہ ہے آفتاب
کمالات ختم رسالت سے اور ایک قطرہ ہے بحار افضال ختم نبوت سے علی صاحبہا افضل الصلوات واکمل التحیات
فاذا کان نائبہ وخلیفتہ صلی اللہ علیہ وسلم کذلک فما ظنک بحضرتہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنالک ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

لہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ بادشاہ طریقت ہین وجود مین تصرف کرتے ہین اور اللہ تعالی کیطرف سے ان کو

۸۰ قدرت حاصل ہے تصرف مین اور کرامت مین ۱۲ مولانا مولوی علیم الدین صاحب اسلام آبادی

باقی در پرچہ آیندہ

اسیطرح علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین تحقیق فرماتے ہین اما تقبیل الاماکن الشریفۃ علی قصد التبرک وکذلک تقبیل ایدی الصالحین وارجلھم فھو حسن محمود باعتبار القصد والنیۃ نیز اسمین ہو قد رأیت فی تعلیق جدی محمد بن ابی بکر عن الامام محمد ان بعضھم کان اذا رأی المصاحف قبلھا واذا رأی اجزاء الحدیث قبلھا واذا رأی قبور الصالحین قبلھا ولا یبعد ھذا فی کل ما فیہ تعظیم اللہ تعالی بلکہ قبر شریف اولیا کے علاوہ اونکی دہلیز اور چوکھٹ کا چومنا بھی جائز ہو کما قال صاحب النھایۃ ان الامام الرملی افتی بجواز تقبیل اعتاب الاولیاء علی قصد التبرک من غیر کراھۃ ایسا ہی نعلین مبارک کے نقشے کا چومنا اور کعبۂ شریف و مدینۂ منورہ و روضۂ مقدسہ کے نقشون اور تصویرون کا بنانا اور چومنا اور اونکا صرف جواز نہین بلکہ استحباب و برکات و منافع کو کتب معتبرہ مین علمای محققین نے ذکر فرمایا ہو اور مسلم رکھا ہو اور خود بنایا ہو از انجملہ امام محدث جلیل القدر ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیا علامہ ابن جوزی محدث ابن عساکر امام تاج الدین فاکہانی علامہ سید سمہودی صاحب کتاب الوفا و خلاصۃ الوفا عارف باللہ سید محمد سلیمان جزولی صاحب الدلائل ابن حجر مکی صاحب الجوہر المنظم علامہ زرقانی شارح مواہب شیخ مولانا عبد الحق محدث دہلوی صاحب جذب القلوب علامہ قسطلانی شارح صحیح بخاری و صاحب مواہب لدنیہ ابن حجر عسقلانی

ا لیکن امکنۂ شریفہ کو تبرک کے ارادے سے چومنا اور اسیطرح بزرگان دین اور صالحین کے ہاتھ پاؤن چومنا پس وہ ایک امر حسن و مستحسن و محمود ہو باعتبار قصد و نیت کے ۲ مین نے اپنے دادا محمد بن ابو بکر کی تعلیق مین امام محمد سے منقول دیکھا کہ بعضے ایسے شخص تھے کہ جب قرآن شریف کو دیکھتے تھے تو اوسکو چومتے تھے اور جب اجزای حدیث شریف کو دیکھتے او نکو بوسہ دیتے اور جب قبور صالحین کو دیکھتے اونکو چومتے اور یہ بعید نہین اون چیزون مین جنمین اللہ تعالی کی تعظیم ہو ۱۲ ۳ بیشک امام رملی نے فتوی دیا ہو کہ اولیا کی چوکھٹونکو تبرک کے قصد سے چومنا بلا کراہت جائز ہو ۔ ۱۲

صاحب تبصیر امام[۱۲] سخاوی صاحب مقاصد الحسنۃ علامہ[۱۳] حافظ جلال الدین سیوطی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین ہین تحقیق[۱۴] الحق المبین مین حضرت مولانا شاہ احمد سعید رضی اللہ تعالی عنہ مسئلۂ طواف مین تحریر فرماتے ہین ودر[۱۵] مطالب المومنین جواز نقل کردہ حیث قال وان[۱۶] کان قبر عبد صالح ویمکن ان یطوف حولہ طاف ثلثا او سبعا ومولانا[۱۹] جامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ در نفحات الانس از شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نیز جواز نقل ساختہ نیز[۲۰] اسی کتاب مسئلہ جواز بوسہ دادن بر قبر مین مرقوم ہے در مطالب المومنین نوشتہ ولا[۲۱] باس بتقبیل قبر والدیہ نعم روی عن ابن عمر انہ کان یضع یدہ الیمنی علی القبر و ورد[۲۱] فی سند جید ان بلالا رضی اللہ تعالی عنہ لما زارہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من الشام المنام السابق ذکرہ جعل یبکی ویمرغ وجھہ علی القبر وجاء[۲۲] عن فاطمۃ رضی اللہ تعالی عنہا انہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لما قبر اخذت فاطمۃ ابنتہ قبضۃ من تراب قبرہ وجعلتہ علی عینیہا وقال[۲۳] الخطیب بعد ما ذکر عن بلال وابن عمر لا شک ان الاستغراق فی المحبۃ یحمل علی الاذن فی ذلک والمقصود من ذلک کلہ الاحترام والتعظیم والناس یختلف مراتبھم فی ذلک کما کانت یختلف فی حیاتہ فاناس حین یرون لا یملکون انفسھم بل یبادرون الیہ والناس فیھم اناءۃ یتاخرون والکل محل خیراتھم وعلی[۲۴] ھذا یحمل قول المحب الطبری وابن ابی الضیف یجوز تقبیل القبر ومسہ وعلیہ[۲۵] عمل العلماء الصالحین طوالع الانوار انتہی ما فی التحقیق لمولانا الشیخ احمد سعید قدس

شرح در المختار ۱۲

لہ اگر بندۂ صالح کی قبر ہو اور اوسکے آس پاس طواف کر سکے تو تین بار یا سات بار اوسکے گرد اگرد طواف کرے یعنی پھرے ۱۲ لہ پدر و مادر کی قبرونکو چومنا جائز ہے کچھ مضایقہ نہین ہان حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے دست راست کو قبر پر رکھتے تھے اور سند معتبر سے وارد ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خواب مین دیکھکر جب ملک شام سے تشریف لاکر زیارت سے مشرف ہوئے تو وہ روتے تھے اور اپنے منہ اور چہرے کو قبر شریف پر رگڑتے تھے اور حضرت (باقی در صفحہ آیندہ)

سرہ المجید[۲۶] مین کہتا ہون عمل علمای صالحین اور توارث مشایخ کاملین جو بہترین اشخاص وافراد بہترین امت کے ہین مسائل اربعۂ مذکورہ بلکہ سبعۂ مسطورہ وغیرہا مین فی نفسہا ایک حجت ہی حجج شرعیہ مقبولہ سے خصوصًا ایسی حالت مین کہ ایک مدت سے بطور عرف وعادت کے یہ امور رائج ہوچکے ہین آور سند اسپر کہ تعامل علمای صالحین امت حجت ہی مستغنی عن البیان ہی معہذا چند سندین واسطے اطمینان عامہ کے حیز تحریر مین لاتا ہون ہدایہ[۱] مین ہی مالم ینص علیہ فھو محمول علی عادات الناس فتاوی برجندی[۲] مین ہی العرف[۲] ایضا حجۃ بالنص قال علیہ السلام ما رأہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن کافی[۳] مین ہی قولنا[۳] اقرب الی عرف دیارنا فیفتی بہ محیط مین ہی ما رأہ[۴] المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن خصوصا اذا استمر فی بلاد الاسلام والامصار لان العرف اذا استمر نزل منزلۃ الاجماع وکذا العادۃ اذا استمرت واشتہرت علامہ شامی لکھتے ہین ھذا[۵] اما صححہ المتاخرون لتعامل المسلمین عینی[۶] شرح ہدایہ

(بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گذشتہ) فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دفن ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مٹھی مٹی قبر شریف سے لیکر اپنی دونون آنکھونسے ملی اور خطیب نے بعد ذکر بلال و ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہم کے فرمایا کہ کوئی شک نہین کہ زیادتی محبت اس فعل پر اجازت دیتی ہی اور مقصود ان افعال سے فقط تعظیم واحترام ہی اور آدمی کے مراتب محبت مختلف ہین جیسا کہ حیات مین مختلف ہین پس بعض آدمی جب دیکھتے ہین تو اپنی جان پر قادر نہین ہوتے ہین وہ مجبور رہتے ہین بلکہ ان قطعونکی طرف جلدی کرتے ہین اور بعض لوگ تاخیر کرتے ہین اور ہر ایک کیلیے محل وموقع جدا ہی اور اسی پر قول محب اور طبری اور ابن ابی ضیف بھی محمول ہی کہ وہ قبر کو چومنا اوسکو چھونا جائز فرماتے ہین اور عمل علمای صالحین کا بھی اسی پر ہی ۱۲ منہ[۵] جن چیزونکے باب مین کوئی نص نہ آئی ہو تو وہ رسم ورواج اور لوگونکی عادت پر محمول ہین[۶] عرف ورواج بھی ایک دلیل شرعی ہی یہ نص سے ثابت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز کو مسلمان اچھا جانین وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی اچھی اور پسندیدہ ہی ۱۲[۷] ہمارا قول ہمارے ملک کے عرف ورواج کے بہت قریب ہی تو اسکے ساتھ فتوی دیا جائیگا[۸] جس چیز کو مسلمان حسن جانین وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی حسن ہی خاصکر جب مسلمانونکے ملکون اور شہرونمین ہمیشہ جاری وساری ہو کیونکہ عرف جب جاری ہوجاتا ہی تو وہ قائم مقام اجماع کے ہوجاتا ہی اور اسیطرح عادت بھی جب ہمیشہ جاری ہو اور مشہور ہو تو اوسکا بھی یہی حکم ہی[۹] یہ وہ چیز ہی کہ جسکی مسلمانونکے عرف کیوجہ سے متاخرین نے تصحیح فرمائی ہی ۱۲ —

مین ہی وبذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وھی من احدی الحجج التی یحکم بھا قال علیہ السلام
ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن بستان فقیہ ابی اللیث مین ہی فلو شارط التعلیم
القراٰن ارجوان لا باس بہ لان المسلمین توارثوا ذالک فصار ذلک سبیل المومنین وسبیل المومنین حق
انتھی اسکے علاوہ توارث یعنی عمل درآمد اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا امور مذکورہ کے باب مین
ہمارے عمل کیواسطے حجت کافی اور دلیل وافی ہی اسلیے کہ فقہاے معتمدین اور علماے معتبرین تعامل
اہل حرمین شریفین سے بالاتفاق احتجاج اور تمسک کرتے چلے آئے ہین اور ہر زمانے مین اونکا عمل
حجت ہی بوجہ نفی خبث اور ثبوت طہارت اونکی کے علی الدوام۔ ہدایہ باب الاذان مین ہی یجوز للفجر
فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث اہل الحرمین شیخ محقق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ترجمہ
مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ زیارت قبور بروز جمعہ خصوصا دوپہر سے پہلے افضل ہی اسلیے کہ یہی متعارف
اہل حرمین شریفین ہی۔ صاحب ہدایہ کے اس قول پر بعض مشائخنا استحسنوا الاستیجار
علی تعلیم القراٰن الیوم وعلیہ الفتوی صاحب نہایہ لکھتے ہین وھم ائمۃ بلخ فانھم
اختاروا قول اہل المدینۃ شیخ محدث دہلوی جذب القلوب مین حدیث بخاری شریف انھا
طیبۃ تنفی الذنوب کما تنفی الکیر خبث الحدید اور حدیث شریف المدینۃ تنفی خبث
الرجال کما تنفی الکیر خبث الحدید کو نقل کرکے لکھتے ہین مراد نفی ابعاد اہل شر و فساد ہست

ف۱ اسکے ساتھ عادت مشہورہ جاری ہی اور وہ ایک دلیل ہی ادلۂ شرعیہ سے جنکے ساتھ حکم شرع دیا جاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز کو مسلمان حسن جانین تو وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی حسن ہی ۱۲ ف۲ میں اگر تعلیم
قرآن شریف کیواسطے شرط کرلے تو امید کرتا ہون کہ اسمین کچھ خوف نہو کیونکہ مسلمانون نے اسکا عرف کرلیا ہی پس ہوگیا
وہ سبیل مومنین اور سبیل مومنین حق ہی ۱۲ ف۳ ہمارے بعض علما و مشائخ نے تعلیم قرآن شریف پر آجکل اجرت
لینے کو مستحسن فرمایا ہی اور اسی پر فتوی ہی ۱۲ ف۴ وہ لوگ بلخ کے ائمۂ معتبرین ہین تو اونھون نے اہل مدینۂ منورہ کے قول کو
اختیار کیا ہی ۱۲ ف۵ مدینۂ شریف گناہونکو ایسا پاک کرتا ہی جیسا کہ بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہی ۱۲ ف۶ مدینۂ طیبہ
آدمی کے میل اور گناہ اور پلیدی کو ایسا صاف اور دور کرتا ہی جیسا کہ بھٹی لوہے کے میل کو ۱۲

ازساحت عزت این بلدۂ طیبہ و بقول اکثر علماے دین خاصیت مذکورہ در جمیع ازمان وو جود پیداست انتہی - غایۃ التحقیق شرح حسامی مین مسطور ہو و[1] اذا انتفی عنہم الخبث وجبت متابعتہم ضرورۃ علامہ قرطبی حدیث ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا پر لکھتے ہین وفیہ[3] تنبیہ علے صحۃ مذھبہم وسلامتہم من البدع وان عملہم حجۃ فی زماننا اور اول دلیل اس مدعا پر وہ حدیث ہو جسکو حافظ محمد بن طاہر مقدسی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہو وھو ھذا[4] اذا رأیت اھل المدینۃ اجتمعوا علے شئ فاعلم انہ سنۃ اسیواسطے امام نووی رحمۃ اللہ تعالی علیہ افادہ فرماتے ہین و[5] یراجع فی کل زمان الی العرب الموجودین فیہ اس تنقیح سے واضح ہوا کہ جب اتنے علماے اعلام جواز امور مذکورہ پر متفق مع علماے حرمین شریفین تو معلوم ہوا کہ جواز راجح اور عدم جواز مرجوح اور رسم المفتی مین یہ اصل مقرر ہو چکی ہو کہ قول مرجوح پر عمل اور فتوی جہل اور مخالفت ہو اجماع کی[6] العمل والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع کما فی الدر المختار وغیرہ

اب مین بطور **اجمال بعد التفصیل** تذکیرا وتسہیلا للنظر لمن اراد ان یتذکر اواراد شکور التحقیق ماسبق مین جو گذر چکا اوسکی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہون کہ جو صاحب تفصیل کی فرصت نپائین اجمال پر اکتفا فرمائین بنار علی القبور کے باب مین صاحب فتح الباری نے جواز کی تصریح کی

[1] جب باشندگان مدینۂ منورہ سے خبث دور ہوا تو اونکی اطاعت ومتابعت ضرور واجب ہو [2] مدینۂ منورہ کیطرف ایمان ایسا سمٹ کر آجائیگا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ مین سمٹ کر آجاتا ہو [3] اسمین مدینۂ منورہ کے باشندگان کی صحت مذہب پر اور بدعت سے سلامت ہونے پر تنبیہ ہو اور اونکے عمل ہمارے زمانے مین دلیل وحجت ہین [4] جب تمنے اہل مدینۂ شریف کو اسطرح پر دیکھا کہ اون لوگون نے کسی چیز پر اجماع کیا ہو اور اوسپر جمگئے تو جان لو کہ وہ سنت ہو [5] ہر زمانے مین علمای عرب موجود کیطرف رجوع کیا جائیگا ۱۲ [6] قول مرجوح کے اوپر عمل کرنا اور قول مرجوح کے ساتھ فتوی دینا جہالت اور خلاف اجماع ہو اسیطرح درمختار وغیرہ مین مذکور ہو ۱۲ -

۷۷